درچیز فروخت کرنا پڑے مگر اس کو پھر دوبارہ سال کے اندر اپنی جائداد کو دوبارہ مکفول کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود لیا جا رہا ہے اور ولائتی شوقین اور مقدمات و رجسٹری کے مصارف اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کرکے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔ اس کی رفتار کا کیا ٹھکانا ہے بسود دوپے تین روپیہ سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہوجاتے ہیں اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے فقط سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہو جائے تو یہ سو روپیہ اس کی کل جائیداد کو ختم کر دیں گے۔ کیا ستم ہے کیوں اس کے لئے قانون بنانے کی استدعا نہ کی جائے۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے۔ جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کرکے ان کی جائداد مکفول کرلی جائے اور اس جائداد سے ایک ایسی قسط مقرر کرکے وہ قرض وصول کر لیا جائے جس کی ادا ناقابل برداشت نہ ہو اور جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت ان کے مصارف معین کردے اور جو تخفیف خرچ میں باسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے۔

بیت المال

بیت المال نہایت ضروری ہے اس بیت المال کے سرمایہ بہم پہنچانے کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مسلمان اپنی سالانہ آمدنی کا اوسط لگاکر سال بھر میں ایک دن کی آمدنی بیت المال کو دیا کرے۔

(۲) ہر صاحب زکوٰۃ کو کم از کم اپنی زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے۔ اور یہ روپیہ علیحدہ رکھا جائے اور علماء سے اس کے مسائل دریافت کرکے شرعی طور پر صرف کیا جائے۔

(۳) باہمت مسلمانوں سے بیت المال کے لئے چندہ کیا جائے۔

(۴) جن اوقاف کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے یا جہاں ہزارہا روپیہ پس انداز ہوکر جمع رہتا یا بے محل خرچ کیا جاتا ہے ان سے وہ روپیہ قرض لے لیا جائے۔ لیکن اوقاف کی حالتیں اور ان کے احکام مختلف ہیں اس لئے مسئلہ ایک تفصیل چاہتا ہے جو یہ تجاویز منظور ہونے اور ان کے عمل میں آنے کی امید ہو جانے پر انشاءاللہ تعالیٰ شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا جا سکتا ہے جو اوقاف گورنمنٹ کے انتظام میں ہیں ان کی آمدنی گورنمنٹ سے اس مقصد کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵) والیان ریاست سے اس بیت المال کے لئے گرانقدر رقمیں مانگی جائیں۔

اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو زراعتی یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔

خطبۂ صدارت

امیرِ ملت سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس، مُراد آباد

۲۰ ـــ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ ـــ ۱۶ ـــ ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد کے جلسہ تاسیس کے موقع پر اس فی البدیہہ خطبہ میں جو امور بیان کا محور رہے وہ یہ ہیں۔

(۱) مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل۔

(۲) خادم الحرمین سلطنت عثمانیہ کی شکست اور خلافت ترکیہ کا عروج و زوال

(۳) سرزمین حجاز میں فتنہ وہابیت کے مظالم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام

(۴) نام نہاد اتفاق کی حقیقت اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت۔

(۵) فرقہ ہائے مختلفہ کا ظہور اور اتحاد کے بہروپ میں ان کی فساد انگیزی۔

(۶) اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہل سنت و جماعت کے اکابر کی خدمات

(۷) مسلمانوں کی نکبت و ذلت کے فوری اسباب ـــ اعتقاد میں کمزوری، اعمال حسنہ سے بیگانگی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی۔

(۸) رسومات بد کی اصلاح کا طریق کار

(۹) معاشرتی ترقی کے اصول ـــ علماء کی عزت، دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم، دیگر اقوام کے دوش بدوش چلنے کے لئے ملازمت و تجارت۔

اس خطبہ کی سادگی اور تاثیر فی النفوس کی کیفیت مسلمانوں کو مدتوں یاد رہے گی۔ آئندہ صفحات پر خطبہ[1] کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو کتاب سیرت امیر ملت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، مرتبہ پروفیسر طاہر فاروقی و سید اختر حسین کے صفحات ۶۰۰ تا ۶۳۲ کی زینت بنا ہے۔

---

[1] مذکورہ خطبہ "ملفوظات امیر ملت" از سید نور حسین شاہ، (صفحات ۱۸ تا ۳۰۳، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء) میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

خطبۂ صدارت سُنّی کانفرنس مراد آباد

کل ہند سنی کانفرنس (جمعیۃ العلماء ہند) کا اجلاس حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی صدارت میں ۱۷ر۱۸ر۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد (یوپی) میں منعقد ہوا تھا۔ حضور نے فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جسے بعد میں طبع کیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ● اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ فَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ●

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ● سب تعریفیں اللہ کے لئے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کے ساتھ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور برے اعمال سے، پس جس شخص کو اللہ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ گمراہی پیدا کرے اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں ●

امّا بعد خالق ارض و سما مالک بحر و بر سزاوار بے شمار حمد و ثنا کے لائق ہے کہ جس نے اپنی عنایت بے غایت سے انسان کو بحکم آیت شریفہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے عشق و محبت کی آتش اور معرفت اسرار و حقائق کی مقدس امانت اس کے سینے میں ودیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ زمین میں مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اس کا تابع فرمان بنایا۔

اور لاتعداد درود و سلام بر روح پر فتوح طاہر مطہر منور مقدس سرور کائنات فخر موجودات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم دواماً ابداً کثیراً کثیرا جس آفتاب ہدایت کے صدقے تمام اہل ایمان کو نور ایمان نصیب ہوا۔

انسان پر خداوند عمیم الاحسان کے اس قدر انعام و احسان ہیں کہ ان کا شکر بجا لانا تو درکنار، اگر انسان تمام عمر ان کے شمار کرنے میں صرف کرے، تو بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کر سکتے) نص صریح اس پر شاہد ہے۔ انسان محدود علم و عقل و عمر سے اس بات کے بالکل ناقابل ہے۔

فضل خدا را کہ تواند شمار کرد | یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام الطاف نوازش اپنے بندوں پر بے مثال بے نظیر ہیں، مگر سب سے اعلیٰ درجے کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عنایت کی وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب رحمۃ للعالمین افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے تحت مخلوق سے ہمیں ممتاز و ممیز فرما کر یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اپنا محبوب ہونے کا رتبہ ہم کو عطا کیا۔ اور نور ایمان و ایقان سے ہمارے دل و دیدہ کو منور فرمایا۔ انسان عاجز انسان مولیٰ کریم کی کسی ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اگر غلامی محبوب رب العالمین ایسی نعمت ہے کہ اگر بندہ تمام عمر سر بسر زبان بن کر اس نعمت کا شکر ادا کرتا رہے، تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اس نعمت کے مقابلے میں باقی تمام انعام ہیچ اور بے حقیقت ہیں۔

حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام! فقیر ایک ادنیٰ خادم صوفیائے کرام ہے۔ اپنی تمام عمر صوفیائے کرام اور درویشان عظام کی خدمت کرنے میں فقیر نے صرف کر دی اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ اور جو کام کیا خالصاً لوجہ اللہ کرتا رہا۔ مخلوق خدا کی خدمت ان کو خدا کی محبوب مخلوق سمجھ کر محض خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے کی کیونکہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست | بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اس مالک خلق ہر دو سرا کا بے حد شکر ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے کمال لطف عنایت سے علمائے کرام، وارثان حضرت سرکار کائنات کی مقدس مجلس میں اس خدمت جلیلہ کے لئے

سرفراز فرمایا۔ یہ عزت جو خداوند کریم نے اس فقیر کو عطا کی، اور یہ احسان جو فقیر کے حال پر کیا، اس کا شکر ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔

کجا شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس کا بھی فقیر تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے اس فقیر کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کیونکہ بحکم مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ آپ صاحبان نے جو اس فقیر کی عزت افزائی کی اور جو اہم خدمت اس فقیر کے سپرد کی، اس عزت افزائی کے لئے فقیر آپ سب صاحبان کا تہ دل سے شکر گزار اور مرہون منت ہے۔

مذہب اسلام

حضرات! صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خداوند عالم کا پسندیدہ اور مقبول ہے جس پر اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (ترجمہ: دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے) کی آیت پاک شاہد ہے۔ یہ وہ مقبول اور برگزیدہ مذہب ہے جو خداوند کریم کے فرمان عالی شان وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (ترجمہ: اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہے۔) سے ظاہر ہے۔ یہ وہ پاک اور مقدس مذہب ہے جس کی پیروی کے بغیر کوئی عبادت کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کسی دین کا متلاشی ہے اس سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔) آیت پاک شاہد ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خلاف پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

یہ وہ طیب مذہب ہے جس کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار ہے۔ آیۂ شریفہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔) اس پر شاہد ہے۔ یہ وہ پاک مذہب ہے جس کے غلاموں کو پروردگار نے اپنا محبوب بننے کی اور تمام گناہوں سے مغفرت کی بشارت دی ہے۔ آیۂ مبارکہ ہے، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ

بخش دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سبحان اللہ کیا کیا برکتیں صاحب دل اہل بصیرت احباب کو اس مقدس مذہب میں نظر آتی ہیں۔

ارباب علم پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کا مقابلہ کیا اور اس کی اشاعت میں مخالفت کی یا اس کو مٹانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر انہی سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام لیا۔ یہی وہ الٰہی مذہب ہے جس کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (ترجمہ: ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

حضرات! آج سے پیشتر کئی دفعہ مخالفین و معاندین اسلام نے اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ بادشاہیوں کو مٹایا، سلطنتوں کو برباد کیا، کتب خانوں کو جلایا، مگر خداوند عالم کے محبوب کا مقبول و برگزیدہ مذہب ویسے کا ویسا قائم رہا۔ اور تا قیامت قائم رہے گا۔ زمانہ گذشتہ میں بے شمار مصائب اہل اسلام پر آئے، مگر جو خطرات موجودہ زمانے میں اسلام اور اہل اسلام پر ٹوٹ رہے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ یہ ایک ایسی لمبی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بہت سا وقت چاہیئے۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آموجود ہوتی ہے۔ ایک بلا ابھی سر سے ٹلی نہیں ہوتی کہ دوسری آدباتی ہے۔ الغرض مسلمان فی زمانہ ہر طرح سے ہدف ناوک مصائب و آلام اور نشانہ تیر رنج و بلا بنے ہوئے ہیں۔

حضرات! حالات زمانہ حاضرہ کو آپ بالتفصیل جانتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو آپ کے روبرو مفصل بیان کرنا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر فقیر مجملاً چند ایک واقعات بیان کرے گا۔ اور نیز وہ تجاویز بیان کرے گا جن سے ہماری جماعت کی بہتری اور تنظیم ہو سکتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں، فقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے چند دلائل آپ حضرات کے سامنے پیش کرے

حقانیت اسلام

حضرات! دنیا میں جو سب سے سچا مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ فقیر اس لئے یہ بات نہیں کہتا کہ فقیر ایک مسلمان ہے یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت الامر بات یہی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو تمام دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہونے کا دعوٰی کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کو سچا تصور کرتا ہے، اور اسی واسطے اس کا پیرو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کانچ کا ایک ٹکڑا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کے ہاتھ میں الماس کا ٹکڑا ہے۔ الماس صرف ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے، باقی سب نے کانچ کے ٹکڑے کو الماس سمجھ کر پکڑ رکھا ہے۔ ہر ایک خیال خود یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں الماس ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح الماس یعنی سچا مذہب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کانچ کے ٹکڑے یعنی مذاہب باطلہ باقی سب لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سب اہل مذاہب سے اگر در پردہ دریافت کیا جائے تو سب یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو اہل اسلام کا ہے۔ کیونکہ جو جو خوبیاں اور جو برکتیں مذہب اسلام میں ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) فقیر کو اس پر ایک پرانا واقعہ یاد آگیا۔ کرنل ہالرائڈ صاحب لاہور میں ڈائرکٹر تعلیمات پنجاب تھے۔ انہوں نے اپنے ایک سررشتہ دار شیخ عزیز الدین سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کوئی عالم باعمل نہ تھا پھر بھی جو دلائل وہ پیش کر سکتا تھا اس نے پیش کئے۔ مگر ہالرائڈ صاحب نے کہا "آؤ میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ کے کئی سو ممبران ہیں۔ جو سب کے سب بڑے لائق و فائق، مدبر، عاقل، تجربہ کار اور عالم ہوتے ہیں۔ یہ صدہا ممبران پارلیمنٹ کامل غور و خوض اور بڑے تفکر و تدبر کے بعد مدتوں میں اپنے ملک کے لئے ایک قانون بناتے ہیں۔ مگر اس قانون کو جاری ہوئے ابھی پورا سال بھی نہیں گزرتا

کہ اس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ کو بار بار اس قانون میں ترمیم کرنی پڑتی ہے یا اس کو منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اتنے بہت سے دانشمند آدمیوں کا بنایا ہوا قانون ایک سال نہیں چل سکتا۔ مگر تمہارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان پڑھ تھے، ریگستان میں بیٹھ کر ایک قانون بنایا جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گزر گیا اور اس میں آج تک ایک حرف کی غلطی نہیں نکلی بلکہ وہ ہر زمانے کے لئے بالکل موافق و مطابق ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ قانون خدائی قانون ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو خدا کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔

(۲) بنگلور میں ایک انگریز لیڈی مسز فقیر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے دنیا کے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے تو مسلمانوں کا ہے۔" فقیر نے کہا کہ "تم اتنا اقبال کر لینے سے نصف مسلمان تو ہو گئیں۔" اس نے دریافت کیا کہ "شاہ صاحب وہ کس طرح؟" فقیر نے جواب دیا "اسلام کے دو جزو یا دو اصول ہیں۔ اول دل سے یقین، دوسرے زبان سے اقرار کرنا۔ آپ نے دل سے تو یقین کر لیا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو آپ نصف مسلمان ہو گئیں۔ اب اگر زبان سے بھی اقرار کرو تو پوری مسلمان ہو جاؤ گی۔" میم صاحبہ نے کہا کہ "اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرا صاحب کیا کرے گا؟" فقیر نے کہا کہ "صاحب مرے گا تو اپنی قبر میں جائے گا، تم مرو گی تو اپنی قبر میں جاؤ گی۔" نیز فقیر نے کہا کہ "تم پھر کسی وقت غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آنا تو فقیر تمہیں کچھ بتائے گا۔" اس نے کہا "میں اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہوں۔" فقیر نے اسی وقت اس کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے داخل سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کر لیا۔ وہ اسی وقت سے ایسی پکی مسلمان بنی کہ اسی دن سے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور تمام ارکان اسلام کی پابند اور تہجد گزار ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

پھر اس کی برکت سے اس کے شوہر نے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کو دو سال تک تو یہ لوگ ورغلاتے رہے تھے۔ اس کے بعد وہ صاحب بھی ایسا پکا مسلمان بن گیا کہ تبلیغ کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ ایک روز ایک دوسرے انگریز ڈاکٹر کو جو لکھنؤ کا رہنے والا تھا فقیر کے پاس بنگلور ہی سے لے کر آیا۔ اس ڈاکٹر نے بھی اسلام کی تعریف کی، اور وہی الفاظ کہے جو میم صاحبہ نے کہے تھے۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد فقیر نے اس کو بھی کلمہ شریف پڑھا کر حلقۂ ذکر میں

بٹھایا اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایسا مجذوب ہوا کہ کئی گھنٹے تک بے ہوش پڑا رہا۔ اتنے میں خان بہادر سیٹھ حاجی محمد اسماعیل صاحب ایک دو آدمی ہمراہ لے کر آئے اور اس کو ڈاکٹر صاحب کی حالت دکھا کر کہنے لگے "اگر تم اس کو اس وقت ہوش میں لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو روپیہ انعام دیتا ہوں۔" بھلا وہ کیسے اس وقت اس کو ہوش میں لا سکتا تھا۔ (ع)

"یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے" سیٹھ صاحب موصوف نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ "نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم پونگ، دھتورہ جیسی چیزوں کی تاثیر کو مانتے ہو، مگر خدا کے نام میں تاثیر کو نہیں مانتے۔" وہ سخت شرمندہ ہوا۔

(۳) شام کے وقت اور بالعموم نماز مغرب کے بعد لاہور اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کے دروازے پر جا کر دیکھو جب مسلمان نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں تو ہندو عورتیں اپنے بیمار بچوں کو گود میں لئے دم کرانے کے واسطے دروازوں کے باہر کھڑی نظر آئیں گی۔ بعض عورتیں جاتے وقت مسلمانوں کے جوتے اتارنے کی جگہ کی خاک لے کر اپنے خوبصورت ننھے بچوں کے منہ پر ملتی ہیں اور یقین رکھتی ہیں کہ مسلمانوں کے بزرگوں کی خاک میں بھی شفا ہے۔ اگر وہ اسلام کو سچا نہ سمجھتیں تو ایسا کیوں کرتیں۔

(۴) اور سنئے، انگریزوں کی آمد کے ابتدائی زمانے میں ولایت سے ایک پادری آیا۔ اور بمبئی میں ہزاروں قرآن مجید خریدنے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیوں قرآن شریف خرید رہے ہو۔ اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن مجید ہندوستان میں ہوں سب حاصل کر کے انہیں نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب نے فرمایا "تو دیوانہ ہے۔ ہمارا قرآن شریف ان کاغذوں پر نہیں ہے۔ ہمارے دلوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہمارے دس دس سال کے بچوں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ تم اگر لکھوکھا قرآن شریف سمندر میں غرق کر دو، تو بھی ہمارے قرآن شریف کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ ہم ایک دن میں لکھوکھا قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں؟"

کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ہے، جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کی کتاب اول سے آخر تک کسی کو یاد ہو! الغرض کلام پاک کا ایک ثبوت تو فقیر ہی آپ کے سامنے ہے۔ جو بارہا اس کی صداقت

کا تجربہ کر چکا ہے۔ نماز تراویح میں کئی دفعہ یہ واقعہ گزرا کہ فقیر کو نیند سے بیخودی آ گئی۔ اس غنودگی کی حالت میں بھی قرآن شریف کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا ہوتے رہے۔ اگر سینے میں لکھا نہ ہوتا تو نیم بیہوشی کے عالم میں وہ الفاظ کیسے زبان سے نکل سکتے تھے۔

قرآن شریف کے حروف پانچ لاکھ چالیس ہزار چھ سو۔ رکوع پانچ سو چالیس۔ سورتیں ایک سو چودہ۔ آیات چھ ہزار چھ سو چھ ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب والا یہ بات بتا سکتا ہے کہ ان کی مذہبی کتاب کے اتنے حروف ہیں؟ کیا کوئی مذہب والا اپنی کتاب اول سے آخر تک حرف بحرف زبانی پڑھ کر سنا سکتا ہے؟ ہمارے ملکوں میں تو دس دس سال کے بچے ہر شہر ہر قصبے میں موجود ہیں، جو کلام اللہ کے حافظ ہیں۔

(۵) جب قرآن شریف نازل ہوا تو مغربی ایشیا میں دو زبانیں مروج تھیں۔ ایک عبرانی جو انجیل کی زبان تھی، دوسری سریانی جو توریت شریف کی زبان تھی۔ اس سے بڑھ کر اسلام کے سچا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں ہی کو اٹھا لیا، بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھا لیا۔ آج ان تمام ملکوں میں سے کوئی ملک یا شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عبرانی یا سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ اب ان تمام ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے اور عربی زبان ہی کا دور دورہ ہے، جو قرآن مجید کی زبان ہے۔

(۶) جب دنیا میں قرآن شریف نازل ہوا تو تمام ہندوستان خصوصاً بھارت ورش میں سنسکرت بولی جاتی تھی۔ اب اس تمام علاقے میں واحد گھر بھی نہیں ہے، جہاں سنسکرت زبان بولی جاتی ہو۔ بلکہ اس زبان کو سمجھنے والے آدمی بھی خال خال ہی نظر آئیں گے۔ اگر کوئی کتاب تمام دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے تو وہ صرف قرآن پاک ہے۔ کوئی اور کتاب تمام عالم کی اصلاح کا دعویٰ ہی نہیں کرتی۔

(۷) کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اہل ہنود کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔ نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جن کا وہ آسمانی ہونا بیان کرتے ہیں، کب کس جگہ اور کس پر نازل ہوئیں۔ اس وقت کون قومیں آباد تھیں۔ اور کون سی مخلوق دنیا میں موجود تھی۔

(۸) قرآن شریف کی برکتیں اور رحمتیں اتنی ہیں کہ انسان کے احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔

گزشتہ نمونہ از خروارے، فقیر دو تین آپ کے روبرو بیان کرتا ہے۔

(الف) تیز سے تیز تلوار فقیر کے پاس لائیں۔ فقیر قرآن پاک کی آیت شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے گا۔ اور وہ ایسی کند ہو جائے گی کہ انسان کا بال تک بھی نہ کاٹ سکے گی۔

(ب) کسی شخص کو اگر باؤلے کتے نے کاٹا ہو تو اس کو فقیر کے پاس لاؤ۔ فقیر قرآن مجید کی آیت پڑھ کر گیلی مٹی پر دم کر کے اس شخص کے بدن پر ملے گا، تو اس مٹی میں سے جس رنگ کا کتا تھا، اسی رنگ کے بالوں کی صورت میں باؤلے کتے کا زہر باہر نکلے گا۔ اور سگ گزیدہ فضل الٰہی سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔

(ج) تین ماہ کا عرصہ ہوا فقیر ریاست رام پور گیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ میری عورت کو سات دن سے درد زہ ہو رہا ہے، تمام ڈاکٹر اور دائیاں عاجز آ گئے ہیں۔ نہ وہ مرتی ہے نہ اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب نے مایوس ہو کر اسے لاعلاج بتا دیا ہے۔ فقیر نے اپنے پاس سے تین کھجوریں دے کر ان پر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر، دم کر کے اس کو دیں۔ اس کی فقیر کو اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت تھی۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ خدا کے فضل سے بچہ ہو گیا۔ محض کلام الٰہی کی برکت سے ایسا ہوا۔

(د) کسی شخص کا لڑکا گم ہو جائے، تو فقیر مٹی کے تین ڈھیلوں پر قرآن شریف کی ایک سورۃ پڑھ کر دم کر دے گا۔ وہ مفقود الخبر بچہ اگر خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آ جائے گا۔ صدہا مرتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

حالاتِ حاضرہ

ابھی کل کی بات ہے کہ جب یورپ کی آتش نے سلطنت عثمانیہ کو جو اس وقت حرمین الشریفین کے خادم اور خلافت کے متحمل تھے آ گھیرا۔ کئی سال کی جنگ کے بعد آخر ترکوں کو شکست ہوئی اور سلطان المعظم خلیفۂ اسلام یورپی دُول کے ماتحت ایک کٹھ پتلی سا ہو گیا۔ تمام ممالک اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً کشمیر سے راس کماری تک، اور پشاور سے کلکتہ تک، ایک شور برپا ہو گیا کہ دُول یورپ نے اسلام اور خلافت اسلام کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، چونکہ خلافت اہل اسلام

ایک مقدس مسئلہ ہے، اس لئے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے ہر جائز و ممکن کوشش کرنا ہر مسلمان کا مقدس فرض ہے۔

چنانچہ لاکھوں کا روپیہ اس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا، سینکڑوں مجلسیں قائم کی گئیں۔ لیکچر، وعظ اور تقریریں کی گئیں۔ گریہ و زاری، الحاح و تضرع سے بارگاہ رب العزت میں التجائیں اور دعائیں کی گئیں۔ غرضیکہ ادھر یہ کوشش ہو رہی تھی اور مصطفیٰ کمال پاشا نے اناطولیہ میں نوجوان ترکوں کی جماعت کی مدد سے ایک خود مختار ترکی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور دُوَل یورپ کے پنجوں سے پہلے تو خلیفۂ اسلام اور مقام خلافت کے رہا کرانے کی کوشش کی۔ اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مگر خدا جانے کہ اس کو کیا منظور ہے، کہ ایک طرف تو تمام عالم اسلام میں خلیفہ کے تقرر اور خود مختاری کے لئے شور برپا تھا اور دوسری طرف ترکان احرار کی اسی مجلس نے سال گذشتہ خلیفۂ اسلام کو ملک بدر کر دیا۔

ارباب علم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انھی ترکوں کے آباؤ اجداد نے جب خلافت عباسیہ کو بغداد سے مٹایا تو وہ بت پرست تھے۔ نوشت و خواند سے بالکل بے بہرہ اور اخلاق و آداب سے بالکل معرا تھے۔ اول درجے کے ظالم اور سفاک تھے۔ انھوں نے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کو چن چن کر قتل کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غیرت جوش میں آئی تو کیا ہوا؟ ترک دو صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کرکے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے دربار میں لائے۔ ان کو سخت عذاب دیا گیا۔ مگر یہ مقبولان بارگاہ ایزدی رحمۃ للعالمین کی شان میں جلوہ گر تھے، اس لئے ان کے نور باطن سے ترکوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور محکوموں کے سچے مذہب نے بت پرست حاکموں کو ایسا مسحور و مسخر کیا کہ ان کو سوائے مذہب اسلام کو قبول کرنے کے اور چارہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ! اسلام میں وہ جذب اور کشش ہے کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے، بالآخر اسی کو اس کا دلدادہ اور شیفتہ ہونا پڑتا ہے۔

ایسا ہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ہے۔ کہ معاذ اللہ گھر سے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور نور خداوندی کو بجھانے کے لئے جاتے

تھے، مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے ہی حضور کی ایک نظر سے شہید تیغ تسلیم ہو گئے۔ اور اسلام کی وہ وہ خدمات کیں جن کو مخالفین اور معاندین بھی تسلیم کرنے پر مجبور رہیں۔

اسی طرح انھی ترکوں نے مسلمان ہو کر مشرقی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر لیا۔ اور قسطنطنیہ کو فتح کرکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور پیشین گوئی پوری کر دکھائی۔ اور بعد میں خادم خلافت بن کر سینکڑوں سال تک حرمین الشریفین کی خدمت کرتے رہے۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے فقیر کو اب بھی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نیک بندے کے طفیل اسلام اور اہل اسلام کے ان تمام مصائب کو بھی دور کرے گا۔

شہر خالیست ز عشاق مگر از طرفے
مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

فتنۂ ارتداد

ابھی خلافت کا زخم دلوں میں تازہ تھا کہ اہل ہنود کے تمام فرقوں نے مل کر ایک شدھی سنگھٹن کی بنیاد رکھی جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ پرستاران توحید اور غلامان اسلام کو جادۂ حق سے منحرف کرکے ان کو شدھ یعنی مرتد بنایا جائے۔ اور معاذ اللہ اسلام اور حلقہ بگوشان اسلام کا نام تمام ہندوستان سے مٹایا جائے۔

ہر بلائے کز آسمان آید
خانۂ انوری ہمی جوید

چنانچہ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ لالہ منشی رام صاحب سابق منیجر گروکل کانگڑی نے جو بڑے پکے اور متعصب آریہ سماجی ہیں، آگرہ میں ایک مرکز قائم کیا۔ اور مسلمان ملکانوں کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سے پرچارک مقرر کئے۔ روپیہ کا لالچ اور ڈرانے دھمکانے کے حربے استعمال کئے۔ ملکانوں کو ہندو بنانے کے لئے لاکھوں روپے جمع کئے گئے جس میں اہل ہنود کے تمام طبقوں نے، راجہ سے لیکر دہقان گنوار تک نے، حصہ لیا۔

جو دکھ غریب مسلمان ملکانوں کو دیا گیا وہ ناقابل بیان ہے۔ کسی کو طمع زر سے منحرف کرنے کی کوشش کی گئی، کسی پر ناجائز دباؤ اور رعب ڈالا گیا، کسی کو قرقی، نیلامی اور قید کی دھمکی دی گئی۔ ماؤں کو بچوں سے اور بچوں کو ماؤں سے، خاوند کو عورت سے اور عورت کو خاوند سے علیحدہ کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر خدا کا احسان اور فضل ہے کہ چند اہل درد اہل اسلام

نے اس طرف توجہ کی۔ اور بہت جلد کئی انجمنوں نے فتنۂ ارتداد کے سدِّباب کرنے کا تہیہ کر
لیا۔ اور سرگرمی سے شدھی اور سنگھٹن کے خلاف کام شروع کر دیا۔ بھولے بھالے مسلمان
ملکانوں کو غیر مذہب والوں کی چالاکی اور عیاری سے مطلع کیا گیا۔ ان کو اسلام کے اصولوں کی
حقانیت اور تقدس سے آگاہ کیا گیا۔ مبلغ مقرر کر کے دینی مدرسے کھولے گئے۔ مدرس مقرر
کئے گئے۔ مساجد اور چاہات کی تعمیر کی گئی۔ شفاخانے بنائے گئے۔ اور مسلمان بچوں
کو ضروری ارکانِ اسلام کی تعلیم اور تلاوت قرآن پاک کی تعلیم دینی شروع کی گئی۔ الحمدللہ
کہ اس کام میں خدا کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس کا شکر ادا کرنا ہماری طاقت
سے باہر ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے اراکین نے اس مقدس کام
میں جس قدر حصہ لیا۔ اور جو کام کر دکھایا۔ وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور صفحۂ روزگار پر
تا ابد درخشاں رہے گا۔ انجمن کے مدارس میں سے دو عدد مدارس علاقۂ کشمیر میں، دو عدد
علاقۂ جموں میں، دو عدد علاقہ ریاست بڑودہ میں، باقی ۴۴ مدارس علاقۂ آگرہ، متھرا،
دہلی، ایٹہ، بلند شہر، گڑگانواں، علی گڑھ، فرخ آباد وغیرہ میں ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو ان کے اس کام میں
کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور سال گزشتہ تو وہ بالکل مایوس و ناکام ہو کر واپس چلے گئے
تھے اور اپنی غلطی پر نادم تھے۔ مگر حضرات! اہلِ اسلام اور اسلام کی یہ کامیابی محض
تائیدِ خداوندی اور فضلِ الٰہی پر منحصر تھی۔ ان کے مقابلے میں ہمارے پاس کوئی طاقت نہ
تھی۔ اس لئے یاد رہے کہ ہمیں اپنی کامیابی اور آریہ سماجیوں کی ناکامی پر بحکم قُلْ جَآءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (ترجمہ: فرمایئے کہ حق آیا اور باطل ختم ہو گیا۔) ایک خدائی حکم کے
ماتحت ہے، اصول کہ اس نیک کام کی اشاعت اور تبلیغ کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ
آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد اس
کا مبلغ اور اشاعت کنندہ ہے۔

آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ ماہ فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجیوں نے متھرا

میں دیانند کی، جو آریہ مت کا بانی تھا، سو سالہ یاد میں ایک جلسہ کیا تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشے سے
اہلِ ہنود کے لیڈر وہاں جمع ہوئے تھے۔ جہاں اہلِ اسلام اور اسلام کو مٹانے، اور مسلمانوں کو
ان کے مقدس اور پاک مذہب سے گمراہ کرنے کے لئے کئی پوشیدہ اور ظاہر کمیٹیاں کی گئیں۔
اسی مطلب کے لئے لکھوکھا روپیہ جمع کیا گیا۔ معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں خفیہ
سازشوں میں یہ حلفیہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم چند مسلمانوں کو گمراہ کر کے
جادۂ مستقیم سے پھسلا کر اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ہر طرح کے ناجائز طریقے، روٹی کا لالچ،
لڑکیوں کا جال، زر کے لالچ کو کام میں لایا جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اپنے مذہبی اصولوں سے
پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پاک مذہب اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے تیار رہنا
چاہیئے۔ اپنے بچوں کو اصول اسلام اور حقانیت اسلام سے اچھی طرح واقفیت کرانا چاہیئے
اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے کو جاری رکھ کر مخالفین و معاندین اسلام کی مدافعت کے
لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ابھی کل کا ذکر ہے کہ اخبار تنظیم امرتسر اور اخبار زمیندار میں اور ان سے قبل اخبار ملاپ
میں ایک طویل مضمون لالہ ہر دیال ایم اے کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ہر دیال نے
اسلام اور اشاعت اسلام پر نہایت رکیک حملے کئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا
ہے کہ راقم مضمون اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغی تعلیم سے بالکل ناواقف ہے۔ یا پھر
تعصب کی پٹی نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ:

"اہلِ ہنود کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز
و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہلِ ہنود کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کرو۔ اور اس طرح سوراجیہ
حاصل کرو۔ اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کر لو یعنی تمام غیر مذاہب
کو نیست و نابود کر دو۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو پہلے سوراجیہ حاصل کرو۔ یہ سوراجیہ ریاست بہاولپور
یا نظام حیدرآباد کا سا نہ ہو بلکہ کامل آزاد اور با اختیار ہو۔ اور ہندو ریاست قائم کر کے پہلے سلطنت
کے رعب و جاہ و حشمت کی تخویف، اور زر کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا لو۔"

یا للعجب! بڑی دُور کی سوچی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ ہر ہندو، خواہ وہ ہندوستان میں رہتا ہو یا جلاوطن ہو، اس کے دل میں یہی خواہش موجزن ہے کہ کسی طرح ہو، ہندوستان سے مسلمانوں کو اور ان کے مقدس مذہب اسلام کو مٹا دیا جائے۔ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے یا ان کو گمراہ کرکے ہندو بنا لیا جائے۔ ادھر ناعاقبت اندیش مسلمان گہری نیند میں سوئے ہوئے ہیں، اور اپنے مآل و انجام سے بالکل بے خبر ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ زمانہ کس طرف کو جا رہا ہے، اور وہ کہاں ہیں۔ زمانہ کی تگ و دو میں وہ کس قدر پیچھے ہیں، وہ زمانہ ماضی سے پشیمان، نہ حال کی پروا، نہ فردا کی فکر۔ ایسی بے بسی کی حالت میں خدا ہی مقلب القلوب ہے کہ ان کے دلوں میں محبت اسلام بھر دے۔ ان کو فکرِ دیں میں لگا دے۔ ان کو دینی و دنیاوی ضرورتوں سے آگاہ کر دے، اور پکا مسلمان بنا دے۔

دو سال کا ذکر ہے کہ جب فقیر بمبئی سے واپس آ رہا تھا تو حکیم اجمل خان صاحب مرحوم نے تو فقیر نے ان سے کہا کہ "لاہور میں جمعیۃ العلماء نے نومبر ۱۹۲۲ء میں بے چارے بے گناہ مولویوں سے برخلاف غلط افواہوں کی بنا پر ہندوؤں کو بجبر مسلمان بنانے کا الزام لگا کر جو تجویز پاس کی کہ مسلمانانِ ہند کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ان سے ہمدردی ہے۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ آج ہندو ہر بستی کو جب مسلمانوں کو راہ توحید سے پھسلا کر مرتد بنا رہے ہیں۔ آج تمہارے لیڈر ان ہندوؤں کے خلاف کیوں ریزولیوشن پاس نہیں کرتے ؟"

اہل ہنود کا اتفاق اور یکجہتی اور ان کے تعلقات ایسے مضبوط اور استوار ہیں کہ وہ ایک کام کرنے کے لیے کئی سال پیشتر سے تیاری کرتے ہیں۔ واقعات ماضی اس پر شاہد ہیں کہ وہ مجبور مسلمانوں پر بے دست ظلم و تعدی دراز کرتے ہیں۔ ان کو تلوار بندوق کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا انتظام و اتحاد نہایت مستحکم ہے، اس لیے بعد میں خود کو مظلوم ثابت کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کسی مرکزی انتظام سے وابستہ نہیں ہیں، ظالم، مجرم، چور وغیرہ بنا کر ان کا چالان کرا کے سزائیں دلواتے ہیں۔ اہل ہنود صاحب زر ہیں۔ ان کے حکام زیادہ ہیں۔ حکومت کے شعبے میں ان کا عنصر غالب ہے۔ تجارت تمام ملک کی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اپنے زر، زور، عملہ سے مظلوم کو ظالم بنا کے انصاف پروری نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ الٹا غریب اور بیکس، جاہل اور بے علم، بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کو اپنی ہر طرح کی جائز اور ناجائز سعی سے مجرم

بنانے اور سزائیں دلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سال گذشتہ کے واقعات سہارنپور، آگرہ، ملتان، دہلی، اجمیر وغیرہ کے اس امر کی کافی شہادت ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ وہ ہر طرح کی مراعات سے کام لیتے ہیں۔ انھوں نے اسلام کے بڑے سے بڑے دشمن کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ اہل ہنود کی خوشی کو کامنعا دیا۔ ان کی دلجوئی کی خاطر چند نام نہاد مسلمانوں نے اسلامی شعار ذبیحہ گاؤ کو ناجائز تک کہنا شروع کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانان ہند نے بعض اہل ہنود کے حسبِ منشا کا لحاظ کر کے کوئی گائے قربان نہیں کی۔ ادھر ہنود ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو راہِ راست سے منحرف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لیے سرتاپا کوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹتے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں، اور تمام لیڈر اپنی قوم ان سے مصالحت و مفاہمت کے لیے کوشش کرتے ہیں، تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر پھانسی چڑھائے نہیں چھوڑتے۔ اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھیے کہ کلکتہ وغیرہ میں اہل ہنود نے جو مظالم بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کیے، حد یہ کہ بچوں کو زندہ جلا دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع نے خود مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا۔ اس پر چند اہل ہنود کو سزا ہوئی تو مسلمان لیڈر ہی مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو رہا کر دے۔ سبحان اللہ!

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہماری مروت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو کمزور، بے کس اور بے بس خیال کر لیا گیا۔ اور درپے ہیں کہ ہم کو ملک بدر کرنے اور ہمارے استیصال کے لیے منصوبے بنا کر کوشش کی گئی۔ مگر یاد رہے کہ مذہب اسلام چراغ خداوندی ہے۔ اس چراغ کو بجھانا آسان نہیں۔ یہ تا قیامت روشن رہے گا۔ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد — کسے کو تف زند ریشش بسوزد

اب اہل اسلام کا یہ کام ہے کہ وہ گذشتہ برسوں کے تلخ تجربے سے سبق حاصل

کریں۔ مومن کا کام یہ نہیں کہ ایک سوراخ سے دوبار ڈنک کھائے ہمیشہ نرمی کرتے۔

ہر چہ آزمودم از وے بود سودم   مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ لَهُ النَّدَامَة

(ترجمہ۔ جس نے تجربہ کردہ کام کی آزمائش کی وہ پشیمانی میں پڑا)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو برداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعار اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ صلح جس سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا ہے، ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندو قوم ہماری سالہا سال کی آزمائی ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع کرنی کہ ہمارے ساتھ دوستی رکھے گی، ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت کرے گی، بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔

بمصداق

با بداں بد باش و با نیکاں نکو   جائے گل گل باش و جائے خار خار

اور

نکوئی با بداں کردن چنانست   کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے کہ ہر جائز طریقے سے ہم اپنی حفاظت اور غیروں سے بچاؤ اور مدافعت کی کوشش کریں۔

افسوس! کہ مومن، بھولا بھالا مومن ان عیاریوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ داں اصحاب پر روشن ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری گنج بخشؒ تشریف لائے۔ ان سے پیشتر ان کے پیر بھائی حضرت سید حسن زنجانی لاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہل ہنود نے سخت مقابلہ کیا۔ ان کو تکلیفیں پہنچانے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر حضرت داتا صاحبؒ کے باطن میں نور نبوت سے نور ولایت موجود تھا۔ اس نور کے سامنے کوئی استدراج کہاں کامیاب ہو سکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحرانہ چراغوں کو بجھا دیا۔ اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لائے۔ اور پرتھی راج سے مقابلہ ہوا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی خداوند عالم نے ایسی قدر کی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ما ترا زندہ بمسلماناں سپردیم" خدا کی شان اسی سال تراوڑی کے مقام پر پرتھی راج زندہ قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں۔ اگر وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھائے گا۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مگر یہ تمام قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم خود اپنے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سال ہا سال سے ہمارے ساتھ اس قسم کا برا سلوک ہو رہا ہے، اور مختلف قسم کے مظالم ہم پر توڑے جا رہے ہیں، تو ہم کیوں ہوشیار نہیں ہوتے؟ ہماری مظلومی، بے کسی اور بد انتظامی کی کوئی حد نہیں تو ہم کیوں اپنی تنظیم کی فکر نہیں کرتے؟

برادران اسلام! ادھر تو مسلمانان ہند اپنی زبردست ہمسایہ قوم کے مقابلے میں فتنۂ ارتداد کا سد باب کرنے میں مصروف تھے، ادھر ناگاہ ان کے زخمی اور مجروح دلوں پر ایک اور کاری زخم لگا، یعنی عرب کی مقدس سرزمین اور حرم شریف میں جہاں ہر قسم کا جدال و قتال شرعاً منع ہے، جس جگہ داخل ہو جانے والے کے لئے امن کی ضمانت خداوند کریم نے دی ہے۔ فرمایا ہے۔ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (ترجمہ۔ اور جو کوئی اس میں داخل ہو وہ امن میں ہو۔) ہزاروں بے گناہ بندگان خدا اور غلامان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تہ تیغ کیا گیا۔ مردوں ہی کو نہیں بلکہ جیسا کہ بعض اخباروں میں درج ہے، نجدیوں نے معصوم بچوں، بوڑھوں اور بے گناہ عورتوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جوانوں کا تو بفرض محال یہ قصور کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حکومت کے خلاف کوئی کام کیا ہو اور طاقت دکھائی ہو۔ مگر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا کیا گناہ تھا؟

گرفتم بود مرد ستمگار را   چہ تاواں زن و طفل بے چارہ را!

خدائی شان، وہ سرزمین مقدس جہاں بال تک کاٹنا، ناخن تک ترشوانا،

جہاں تک مارنا منع ہو، وہاں جو لوگ بے گناہ غلامانِ سرکار دو عالم کو ذبح کریں، ان کے اس فعل شنیع و ناروا کو چور اگر انسان کی نظر سے دیکھیں۔ اور مبارکباد کے تار دیں، تو یا حرم شریف کی بے حرمتی اور شعائر اسلام کی مخالفت کرنے کو جائز قرار دیا جائے۔ افسوس صد افسوس! مگر خداوند عالم پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ یہ پاک اور مقدس گھر اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کے فضل و کرم سے یقین رکھنا چاہیئے کہ خدائے قدوس جلد اس صورت کو تبدیل کرے گا!!!

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

اتفاق و اتحاد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہنے والو!

سر کفر نالہ اگر تاب شنیدن داری سینہ بشگاف گر طاقت دیدن داری

برادران ملت! آج کل تمام ہندوستان میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشہ سے اتفاق و باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے۔ ہم بھی سے کوئی بھی اتفاق و اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے، کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندین اسلام کے ساتھ سلوک کیا۔ کس عالی ہمتی سے ان کو مراعات دیں۔ کیوں نہ کرتے! غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں۔ اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ ترجمہ: تمہیں تمہارا دین مجھے میرا دین۔ کیا آیات پاک اس پر شاہد ہیں۔ مگر اس پر بھی یہ الزام کہ اسلام تلوار کی دھار سے پھیلایا گیا، یہ بالکل غلط، بہتان اور افترا ہے۔

حضرات! غیر قوم کے ساتھ جو ہندوستان کے طول و عرض میں آباد ہے، اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا جو تلخ تجربہ مسلمانان ہند کو ہوا وہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنی یا دوستی و اتفاق کی امید رکھنی صریحاً ارشاد باری کے خلاف ہے۔ اب ان مدعیان و حامیان اسلام کا حال سنیئے، جو درحقیقت خود تو ارکان اسلام اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کو جو جادۂ مستقیم اور دین قیم اور سنت مصطفوی پر قائم ہیں، ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا شور برپا کرنے والوں کو علم ہونا چاہیئے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکان اسلام سے ناواقف اور ناآشنا

ہیں۔ نہ تو وہ خود صحیح معنوں میں غلام سرکار مدینہ ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے لئے یہ لوگ شور برپا کر رہے ہیں۔ یہ سب غاشیہ شعوبی کی صفت سے بالکل مبرا ہیں۔

افسوس! وہ ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں، اور ہم پر نااتفاقی کا الزام لگاتے ہیں جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ جبکہ ہم اہل سنت والجماعت کی آبادی تمام ممالک اسلامی میں زائد از چالیس کروڑ ہوگی، اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے، جن میں مشکل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت والجماعت ہیں، جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔

اب ہندوستان میں، جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈونگی ماری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک پیروان مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم، عیسیٰ المسیح، مہدی، نبی، اکمل نبیوں کا مجموعہ بن گیا، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔

برادران! آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ صادق نبی اور کاذب نبی میں کیا فرق ہے۔ مگر چند ایک امتیازی نشانات میں بھی بیان کئے دیتا ہوں۔ (اول) سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ اس کی تعلیم بلا واسطہ خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے خلاف ہوتا ہے۔ (دوم) سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد ایک دم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ اور اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعووں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (سوم) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام خود تھے، کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

(چہارم) ستیاناسی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا، ستیاناسی کسی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا جبکہ وہابی ترکہ چھوڑ کے مرتا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مرزا غلام احمد کے لیے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت والجماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا، بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزائی خود سرکار دو عالم کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے!! نفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔

جماعت ناجیہ کو خود انھوں نے چھوڑا، بموجب فتوائے اہل سنت والجماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ ضلالت میں جا گرے ہیں۔ بے وفائی تو انھوں نے خود کی جو راہ راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے گلے سے اتار دیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے مرتکب وہ ہیں اور شکایت الٹی ہماری!!

گلہ ہم سے ہے بے وفائی کا — کیا طریقہ ہے آشنائی کا

دوسرا گروہ ہندوستان میں وہابیوں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل حدیث پکارتے ہیں۔ حالانکہ یہ نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں آیا۔ وہاں تو اہل ایمان اور اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس گروہ کی بھی ہندوستان میں بہت قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کا بانی ایک شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بہت گستاخیاں کیں۔ ایسے ایسے ناروا کلمات کہے جو ناقابل بیان ہیں۔ وہابیان ہند اس سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں۔ العیاذ باللہ! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج نبوت اور مقامات رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ اور حضور کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اسلام اور ایمان تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس کو حضور سے

محبت نہیں، جسے حضور کی غلامی کا فخر نہیں، اس میں ایمان نہیں۔ جتنی زیادہ محبت اور غلامی حضور کی ہوگی اتنا ہی زیادہ ایمان ہوگا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرے گا، بے ادبی اور گستاخی کرے گا، وہ ایمان سے دور ہوگا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہم تو ان بھائیوں کو جو ہم کو چھوڑ کر راستے سے بھٹک گئے ہیں، ہر وقت اپنے میں ملانے کے لیے، ان سے اتفاق و اتحاد قائم کرنے کے لیے، تیار ہیں بشرطیکہ وہ راہ راست پر واپس آ جائیں۔ قصور وار خطاکار تو وہ خود ہیں۔ طوق غلامی محبوب کبریا کو انھوں نے گلے سے اتارا ہے۔ ارباب محبت اور صاحب دلوں کی صحبت کو انھوں نے ترک کیا ہے۔ حبیب رب العالمین کی محبت کے رشتے کو توڑا ہے۔ تو پھر ان سے کسی مومن، صاحب ایمان، غلام سرور دو جہاں کا کوئی تعلق ہو تو کس طرح سے۔

اس کو ارباب محبت میں کروں میں کیا شمار — آپ کی زلفوں سے جس کا سلسلہ ملتا نہیں

نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرور کائنات فخر موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہیں، اور بزرگان دین کو گالیاں دیں، ہم ان کی یاوہ گوئی بھی سنیں، اور پھر ان سے سلوک محبت و اخوت کا سلسلہ قائم رکھیں۔ تو پھر ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ !! لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا غَیْرَۃَ لَہٗ۔ (ترجمہ: جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔)

ایمان والوں کے لیے تو حکم ہے کہ وہ ایمان والے تبھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھیں۔ آیت شریفہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔) اور حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (ترجمہ: تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کی اولاد اور والد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔) جب اصول ایمان یہ ہوا تو جو بے دین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کریں، بزرگان

دین، مشائخ کرام، علمائے عظام کی توہین کرے۔ اس سے ہمارا کیا تعلق !!

مرزائی ہوں یا وہابی، چکڑالوی ہوں یا بابی، وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ الزام الٹا ہم پر لگایا جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو اسلام میں رخنہ اندازی کرنے والا ہو، جو بدعتی کرنے والا ہو، جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو، اس سے علیحدگی اختیار کرو! کیا یہ قرآن پاک کا حکم نہیں ہے کہ جب تم کسی سے ملو، جو ہماری آیات کی نسبت بیہودہ گفتگو کر رہا ہو، تو اس کی صحبت سے پرہیز کرو؟ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔
(ترجمہ: یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔) انہی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف میں ہے "قرآن مجید ان کی گردنوں سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہوگا"۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں، کہ ہم کو کسی سے کوئی پرخاش نہیں۔ کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں۔ ہم سے بھاگ جانے والے، ہم سے جدا ہو کر چاہِ ضلالت میں جا گرنے والے، گمراہی کے بادیہ کے سرگرداں، آج پھر واپس آ جائیں تو ہم ان کو گلے لگانے کے لئے تیار اور ان کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہوگا۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن — آئین ما ست سینہ چو آئینہ داشتن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم — کہ در طریقت ما کافری ست رنجیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیئے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کون و مکان محبوب انس و جان روحی فداہ نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہوگا؟ (حدیث شریف) (لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ) (ترجمہ: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی) وہ ذرا چشمِ بصیرت سے بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ امت کے سوادِ اعظم کا اجتماع کس طرف ہے اور وہ کس طرف۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص سوادِ اعظم کو چھوڑ دے گا وہ داخلِ دوزخ ہوگا۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ (ترجمہ: تم بڑی جماعت کی

تابعداری کرو، پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جدا ہوا۔)

حضرات! فقیر نے اوپر بیان کیا ہے کہ آئے دن ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں۔ فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں وہابی، مرزائی، چکڑالوی، بابی، بہائی وغیرہ پیدا ہوئے۔ چکڑالویوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔ چکڑالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نہیں مانتے۔ قرآن پاک کے معنے اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اتفاق کا ڈھول پیٹنے والے بتائیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرورِ دو عالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و افعال مطابق سنت ہیں۔

ان کے علاوہ دو گروہ اور قابلِ ذکر ہیں۔ ایک تو رافضی دوسرے خارجی۔ رافضی اصحابِ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیائے کرام کو گالیاں دینا اور تبرا کرنا اپنا جزوِ ایمان سمجھتے ہیں۔ خارجی اہلِ بیت کو تبرا کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔ کوئی ذی عقل و ہوش ایسے مذہب کو صحیح اور درست سمجھ سکتا ہے جس میں گالیاں دینا اور دوسروں کو برا بھلا کہنا جائز اور جزوِ ایمان خیال کیا جائے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ان سے سلوک کرو۔ سلوک کن سے کرو؟ ظالموں سے، دین میں رخنہ اندازی کرنے والوں سے، ہم سے جدا ہو جانیوالوں سے۔
سبحان اللہ! ان سے اتفاق کرانے والوں کا کیا یہ منشا تو نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے مل کر گمراہ ہو جاویں اور اپنا ایمان کھو دیویں۔ معاذ اللہ۔ خداوند کریم ایسے غلط مشورہ دینے والوں کو نورِ بصیرت، عقلِ سلیم، ایمانِ کامل عطا کرے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے۔ کس سے اتحاد و اتفاق عمل ہو سکتا ہے۔ کون سے دو شخص مل کر صحیح کام کر سکتے ہیں۔ کیسا اتفاق و اتحاد صحیح نتیجہ نکالے گا۔ اور کس اتحاد سے جنگ و عناد پیدا ہوگا۔

صحبت نا جنس گر جاں بخشدت خوش دل مباش

آب را دیدی کہ ماہی را بدام افگند و رفت

وصلے کہ درد و ملال باشد — ہجراں بہ ازاں وصال باشد

تاریخ کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آج سے ستر سال پہلے دنیا میں ایک فرد بھی وہابی نہ تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا سب اہل سنت والجماعت تھے۔ آج چھبیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکڑالوی نہ تھا۔ یہ تمام مذہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں، ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ رہزنی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے جماعت سے چرائے گئے ہیں۔ اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ نااتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ یا وہ جنہوں نے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور جادۂ مستقیم اور سنت نبوی سے پھسل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نااتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں، سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دو عالم ؐ حاصل کر کے ہر دو جہان میں سرخروئی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے۔!!

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا کہ "اس کی سعی سے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا ہے" گو یہ تعداد غلط تھی مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہے کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بجائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام کے تمام مرزائی، خارجی، وہابی، بابی، مہدوی وغیرہ اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہو کر صحیح اسلامی عقاید کی جانب رجوع کریں۔ اور اہل سنت والجماعت کا سواد اعظم بن جائیں۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ ترجمہ۔ اور اللہ کی رسی مضبوط سے تمام لوگ سب مل کر اور باہمی تفرقہ نہ کرو۔ ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار

ہیں۔ اے چشم ما روشن دل ما شاد۔

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت والجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لانے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قایم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقاید باطلہ کو چھوڑ کر پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔

آپ نے خاتم رسالہ تشحیذ الاذہان جس کو اہل اسلام تخریب الایمان کہتے ہیں، دیکھا ہوگا۔ یہ رسالہ مرزا محمود قادیان سے نکالتے تھے۔ غالباً اپریل ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں مرزا محمود نے لکھا تھا کہ جو کوئی مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خیال کے بموجب تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتے۔ اب ایسے اعتقاد والوں کو اہل سنت والجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ ان کے لئے تو واقعی وہی سزا صحیح ہے جو کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ جو شریعت حقہ کے مطابق ہے۔ جمعیۃ العلمائے ہند بھی اس امر کی تصدیق کر چکی ہے۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے، وہ سب اہل سنت والجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انہی کے یمن و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار سرمدی نے رخ کیا فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ اور کیوں ایسا ہوتا؟ وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں فنا کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔ نمود و نمائش، ریا و آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ آج ان کا ایمان، ان کی سعی و [illegible] ان کا استقلال و ارادہ، ان کا عزم و حزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں، کسی سے نہیں ڈرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا

تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (ترجمہ۔ اور سستی نہ کرو اور غم کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان والے ہو۔) خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (ترجمہ۔ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے۔) جب مومن کی یہ شان ہے کہ سب سے بلند، سب سے اعلیٰ ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہماری موجودہ پست حالت کا سبب کیا ہے۔ غور کیجیے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

سوچیے کہ ایسے پاک اور مقدس مذہب کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے۔ آخر اس مفلوک الحالی، بے عزتی، مصائب و آلام، رنج و بلا کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی حضور کے بعد اصحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی کہ انھوں نے جدھر کا رخ کیا تمام عالم کو مسخر کر لیا۔ مملکتوں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ بڑے بڑے گردن کشوں کو مطیع و فرماں بردار بنا لیا۔ بڑے بڑے باجبروت بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے اور تمام عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے سچے قلیل التعداد غلاموں اور متبعان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، جہور و مردانگی، عالی ہمتی، دریادلی، فیاضی، حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکہ بٹھا دیا تھا، اور ایک آج کا وقت ہے کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں، مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال و املاک کو تاراج کیا۔ ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی، تجارت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں، ذلت و خواری کی کچھ وجوہ ضرور ہیں۔ اسلام، پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کاربند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پرجوش صاحب ایمان ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر وہی گرمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں، کیا نور ایمان و ایقان ہمارے دلوں میں موجود ہے؟ کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت، جو ہمیں فَاتَّبِعُوْنِيْ کے درجہ میں لا کر شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے، پائی جاتی ہے؟

حضرات! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے، کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے آؤ! اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام رض، تابعین رح، تبع تابعین رح یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان، جو تمام عالم سے اعلیٰ اور ارفع ہے، نصیب ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو، نہ اتباع سنت ہو، نہ ایمان صحیح ہوں، نہ اعمال صالح ہوں، نہ نسبت مشائخ حاصل ہو، تو پھر ہم نہ مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم صرف "بدنام کنندۂ نکو نامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے، ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے، نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے، شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے، تو پھر

جی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

یاد رکھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

(ترجمہ- اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ کہیگا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا فرمائیگا یوں ہی تیرے پاس آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔)

عزیزان و برادران! قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کا ہر حکم اہل ایمان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہے جس کے ایک حرف کا بھی انکار مسلم کو کافر بنا دیتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ خداوند تبارک تعالیٰ کو جس نے حضرت اسلام کو پسندیدہ مذہب بنایا ہے، اور جس نے حکم فرمایا ہے کہ بدون اسلامی طریقے کے اور کوئی عبادت مقبول نہیں ہو سکتی مسلمانوں سے کوئی ضد نہیں ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں نے ہی شعائر اسلام کی خلاف ورزی کی، ان کے اعتقادات صحیح نہ رہے، ان کے اعمال و افعال غلط ہیں، اور ان کے اعتقادات کے ہمراہ نور یقین کی تائید نہیں رہی، نیز بزرگان دین اور مشائخ عظام سے، جو نور ایمان اور نور یقین کا سرچشمہ ہیں، انھوں نے منہ پھیر لیا، اور یاد خداوندی کا رشتہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، اور رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی غلامی ان سے چھوٹ گئی، چنانچہ وہ سزا کے مستحق ٹھیرے۔ خداوند کریم کے ذکر اور احکام سے منہ موڑنے کی جو سزا ملی وہ یہ تھی کہ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی، معیشت زندگی تنگ کر دی گئی، سلطنت چھین لی گئی۔ عزت و آبرو، دولت و جاہ و حشمت جاتی رہی۔ اس پر بھی اکتفا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو عاقبت میں اور بھی بھاری سزا ملے گی۔ اور قیامت کے روز ان کو اندھا اٹھایا جائے گا۔ تاکہ وہ دیدار الٰہی سے محروم رہیں۔

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او
غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار

ارشاد ہوگا کہ چونکہ تم نے دنیا میں آنکھوں والا ہو کر اندھوں کی طرح ہماری آیات کو نہ دیکھا اور ان کو بھلا دیا۔ تو آج وہ دن ہے کہ ہم تم کو بھلا دیں۔ خدا پناہ میں رکھے اس سزا سے دنیا میں بھی ذلت اور آخرت میں بھی رسوائی۔ از یں سو راندہ و زاں سو درماندہ۔

ایں جا غم معیشت آنجا سزائے عصیاں
آسائش دو گیتی بر ما حرام کردند

آؤ! باز آؤ! ابھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خداوندی بارگاہ عالی ہر وقت تمھاری دعاؤں کو، بشرطیکہ اضطرار و تضرع سے کی جائیں، قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ندامت کے آنسو بہاؤ۔ گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اصلاح

دیکھو! کون سی بدعادت ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر قسم کے عیب اور گناہ میں ہم گرفتار ہیں۔ ہر موقع کی رسومات بد جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ بیاہ، شادی، منگنی وغیرہ پر بھی ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔ فضول اور بری رسموں نے ہم کو جادۂ مستقیم سے کوسوں دور لے جا کے ڈال دیا ہے۔

برے اخلاق اور بری عادات والے ہم میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی بہت ہیں جو ان برائیوں پر ساتھ ہی فخر بھی کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ چوری رہزنی، ڈاکہ، بداخلاقی اور دوسرے جرائم ہماری ہی قوم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حقہ نوشی، بھنگ، چنڈو، گانجا، افیون، مے نوشی وغیرہ ہمارے افعال بد فخر سے کئے جاتے ہیں۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے بالکل ناواقف۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے۔ تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں۔ ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جائیداد و املاک غیروں کے قبضے میں۔ غرضیکہ ہماری ذلت کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بےکسی اور بےبسی کی بری حالت ہے۔ نہ ہماری کوئی مرکزی انجمن ہے نہ کوئی تنظیم۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ یعنی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے۔ اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے، شعائر اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے

کر اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس ذریعہ سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور وہ نورِ باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتابِ درخشندہ کی طرح موجود ہے۔

برادران! آپ کو معلوم ہے کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام (خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد درہندی رحمۃ اللہ علیہما) کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ، وہی نور، وہی دعا، اب بھی اہل دل ارباب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمال سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے نورِ ایمان و ایقان حاصل کریں، اور عقاید اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں، تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرون اولیٰ میں تھے۔

غور کرو کہ وہ نورِ ایمان و ایقان و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤ گے تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ آہن گر کے پاس جا کے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے جلاؤ گے بلکہ دیسا بھی ہو گا کہ تن بھی کالا ہو جائے گا۔ نور یقین صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے لوگ جو محبت سے ناآشنا ہیں، جو محبوبیت کی شان اور خُلقِ محمدی سے ناواقف ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گر کی صحبت کا سا حال ہو گا۔ صوفیائے کرام صحیح آئینہ یا صحیح مظہر کمالات محمدی ہیں۔ وہی فدائیان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے۔ اسی نور باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو خود ہی نور کے حصول کی خواہش نہ کرے، اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقان محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان سے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی — با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

خود ارکان دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو اصول و ارکان اسلام حفظ کراؤ۔ ان کی پابندی کی ان میں پکی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں، بُروں اور شریروں کی صحبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔

دنیا میں سوائے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اپنے بزرگان دین کی توہین کی جاتی ہو۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی، جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں، اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں، ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انہی کی عزت و تعظیم پر منحصر ہے۔ اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

"علم مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے" جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا جو فی زمانہ مروج ہے، نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے دوش بدوش شاہراہ ترقی پر چل سکیں۔ کوئی قوم جب تک وہ زمانے کے علوم سے واقف نہ ہو دوسری قوم کے مقابلے میں ترقی نہیں کر سکتی۔ نیز حکومت وقت کے ماتحت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بھی موجودہ علوم میں مہارت اور تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ بدون تعلیم کے حصول ملازمت ممکن نہیں۔ اور ملازمتوں میں بھی اہل اسلام کا دوسری قوموں کے مقابلے میں تناسب حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

رسوم بد

مسلمانوں کو ان تمام بری رسموں سے، جو اسلام کے مقدس اصول و ارکان کے منافی ہیں، بالکل کنارہ کش ہونا لازم ہے۔ یک قلم ایسی تمام بری رسموں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تمام رسوم بد سے توبہ کرنی چاہیئے۔ تمام عادات بد سے صحیح توبہ کر کے صحیح اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ فضول خرچی اور اسراف کے لئے قرآن پاک کا حکم ہے کہ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (ترجمہ: بے شک خدا حد سے بڑھنے والے

اُسے پسند نہیں۔ نیز ارشاد ہے کہ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ (ترجمہ۔ اور فضول نہ اڑاؤ، بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں)

اُخوت و یگانگت

اپنے غریب اور نادار اہلِ سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔ اس کے ہمراہ اُخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے، تو اس کو کون اپنا بھائی اور محب سمجھے گا۔ ذرا غور کرو، ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر و مال اس سے زیادہ ہو، مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے کہ اس کے دل میں نورِ ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ یاد رہے خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں زیادتی زر و مال تعظیم و تکریم کا معیار نہیں ہے۔ وہاں تو حکم خداوندی إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (ترجمہ۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) کے بموجب متقی اور پرہیزگار کا درجہ بلند ہے۔ تو شاید خدا اور اس کے رسول پاک کے نزدیک وہ غریب مسلمان تم سے زیادہ عزت و تکریم کا مستحق ہو۔ برادران! جس طرح تم سرکار مدینہ کے غلام ہو، اسی طرح وہ بھی سرکار دو عالم کا غلام ہے۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم   بندۂ بارگاہِ سلطانیم

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (ترجمہ۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں) جہاں مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مژدہ سنایا گیا، وہاں زر و دولت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ یاد رہے کہ اگر ایک مومن کو دیکھ کر دوسرا اس سے محبت سے پیش نہیں آتا، یا اس کے دل میں اس مومن کو غم و مصیبت میں مبتلا دیکھ کر رنج و غم پیدا نہیں ہوتا، تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ مومن کو مومن سے محبت اور اخوت لازمی ہے۔

تمام اہلِ سنت والجماعت سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات پیدا ہوں۔ اپنے خدا اور اپنے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحیح معنوں

میں غلام بنایا جائے۔ تاکہ قرآن پاک کی مقدس تعلیم پر ان کو ائمہ کرام اور سلف صالحین کی طرح عمل کرنے کی راہ دکھائی جائے۔

آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل، جو نورالقیان کی تائید بغیر ناممکن ہے، حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول غلاموں کی غلامی میں داخل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ صدق دل اور خلوص ارادت کے ساتھ ان مقبولان بارگاہ صمدیت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے تائب ہوں۔ اور محبوبیت سرکار دو عالم کا مرتبہ حاصل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بدوں ان کی مہربانی اور عنایت کے حصول ایمان مشکل ہے۔

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ باشد ورق

ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہلِ سُنّت کا

ذیل میں وہ نظم درج کی جا رہی ہے جو حضرت حکیم سید نذر اشرف اشرفی صاحب فاضل کچھوچھوی نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء میں پڑھی۔ جس سے سامعین میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہو گیا۔

یہ مجمع اہل سنت کا یہ منظر شان و شوکت کا
ذرا دیکھے کوئی اس وقت چہرہ میری حسرت کا

یہ جوشِ دینِ حق ہے یا کرشمہ حق کے رحمت کا
یہ پیدا سبق ہے یا تماشہ اُس کی قدرت کا

سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں اک جذبہ دل کو
یہ خوش وقتی کی حالت ہے یہ عالم ہے مسرت کا

لگائے جا رہے تائید غیبی اپنے سینے سے
کہ ہر سنی ترا بچھڑا ہوا بندہ ہے مدت کا

بڑھا دے سطوتِ جمہوریت کو اے مرے خالق
دکھا دے صورتِ مقصود صدقہ اپنی وحدت کا

الٰہی اتحاد باہمی کی دھاک ہو قائم
ہو شہرہ چار سو آل انڈیا سنی جماعت کا

الٰہی جوش یہ بڑھنے نہ پائے جوش سودا کا
یہ دل کا ولولہ ہونے نہ پائے آلہ شہرت کا

الٰہی پاک ہو یہ انجمن اغراض ذاتی سے
چراغِ بزم قومی داغ ہو سچی محبت کا

ہمیں نے راست بازی رحمتِ عالم سے سیکھی ہے
ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر سے سبق پایا
صداقت کا عدالت کا مروت کا سخاوت کا

درخشاں ہو گیا ہر سو فروغِ ملتِ بیضا
ہوا پیشِ نظر نقشہ کسی کے فیضِ صحبت کا

نگاہوں میں ہوئی پیدا چمک برقِ تجلی کی
تصور آگیا یارب یہ کس نوری کے صورت کا

حقیقت کے رخِ زیبا سے پردہ اُٹھ گیا سارا
مزہ ملنے لگا دل کو شریعت سے طریقت کا

اُٹھے مینا چلے ساغر مئے وحدت پلا ساقی
کرم کی ہے گھٹا چھائی اٹھا ہے ابر رحمت کا

درِ پاکِ نبی پر آج جانبازوں کا مجمع ہے
دلوں میں موج زن ہے شوق روحانی شہادت کا

جھکا ہے سر ہمارا نام لکھ دے سرفروشوں میں
الٰہی اب اوٹھے خامہ تری دستِ عنایت کا

خداوندا تری درگاہ میں اسلام آیا ہے
سنا ہے تیرے در پر فیصلہ ہے آج قسمت کا

لٹے دولت مگر قائم رہے اسلام کی سطوت
مٹے دنیا مگر زندہ رہے اعزاز ملت کا

ہمارا حسنِ خدمت دیکھ کر یارب کہے دنیا
کہ یہ اک ناز پروردہ ہے آغوشِ کرامت کا

ہمارا شور ہو کونین کی عزت کا سرمایہ
ہمارا درد ہو یارب خزانہ مال و دولت کا

کہاں ہیں عالم و فاضل کہاں ہیں مرشدِ کامل
علاج آکر کریں اسلام کے دردِ مصیبت کا

جو شل گرداٹھتا ہے تو اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے
سناؤں حال کیا میں دین کی ضعف و نقاہت کا

عدو نے خانماں لوٹا ہمارا وطن چھوٹا
دقیقہ کوئی باقی ہے نہ ذلت کا نہ غربت کا

ضرورت کے موافق دین کی کرتا ہے جو خدمت
وہی عالم ہے شیدا دل سے تبلیغ و ہدایت کا

بتایا ہے ہمیں انداز اصحاب پیمبر نے
سلوک معرفت ہے نام مذہب کی حمایت کا

کدھر ہیں مال و زر والے کدھر ہیں بال و پر والے
ذرا افلاس دیکھیں آکے اپنے ملک و ملت کا

کوئی عریاں کوئی گریاں کوئی افتاں کوئی خیزاں
عجب عالم ہے غربت کا عجب نقشہ ہے عسرت کا

معاذ اللہ یہ ذلت یہ رسوائی کہ دنیا میں
گدائی آج پیشہ ہے حبیبِ حق کی امت کا

نجاست کے لئے دنیا میں مسلم ڈھونڈے جاتے ہیں
یہ اک ادنیٰ سا قصہ ہے مسلمانوں کی شامت کا

جہالت کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں ایسے مسلم ہیں
جو پڑھ سکتے نہیں پوری طرح کلمہ شہادت کا

بنا دے قوم کو یارب ہمارا حسنِ بیداری
اٹھا دے اُنکے چہرے سے الٰہی پردہ غفلت کا

خدا کے واسطے بیدار ہو جاؤ مسلمانو!
کہ ہے یہ وقت غیرت کا زمانہ ہے حمیت کا

کہیں ایسا نہ ہو کل گور کے تاریک گوشے میں
ملے موقع جناب شاہ مرسل کو شکایت کا

یہ کیا بندہ نوازی ہے خداوندا ترے صدقے
کہ تو ایک تحفہ ہے تری درگاہ عظمت کا

الٰہی یہ کرم تیرا کہ جو شرمندہ ہوتا ہے
تری دلداریاں منہ چوم لیتی ہیں ندامت کا

بہت بیتاب ہیں تو ہیں بہت اسلام مضطر ہے
الٰہی جلد دکھلا دے زمانہ خیر و برکت کا

اٹھے بادل بہار آئی چلیں شاخیں چمن پھولے
غزل پر بلبلیں گائیں سماں رقصاں ہو نکہت کا

ستارہ قوم کا چمکے بڑھے اجماع کی سطوت
لٹے دولت بٹے باڑہ بجے نقارہ نوبت کا

رہے یہ جوش مذہب یا الٰہی حشر تک قائم
یہی دو حرف مطلب ہے خلاصہ عرض حاجت کا

مجھے کہتے ہیں سب فاضل میں ایسا فاضل ہوں
مگر دل سے دعا گو ہوں میں اپنے ملک و ملت کا[1]

---

[1] ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف (ضلع فیض آباد) اپریل ۱۹۲۵ء، ص ۱۴ — ۱۶

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز
تقسیم ہند
اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس

دسمبر ۱۹۳۰ء کا حضرت علامہ اقبال کا تاریخی خطبۂ الٰہ آباد جو بعد میں قیام پاکستان کی اساس بنا ـــــ اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والے ہندوؤں اور ان کے ہم نوا کانگریسی علماء کے لئے پیغام مرگ سے کسی طور کم نہ تھا، چنانچہ ہندوستان بھر میں کانگریسی اخبارات نے علامہ کی اس تجویز کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک منظم مہم شروع کر دی۔ مخالفت کا یہ طوفان اتنا پُرزور تھا کہ ہمالہ سے راس کماری تک علامہ اقبال کے افکار کی تائید میں کوئی مؤثر آواز سننے میں نہ آتی تھی۔

بقول چوہدری خلیق الزمان "خود الٰہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی بے رخی اور لاتعلقی کی کیفیت پائی جاتی تھی"[1] ـــ لیکن چونکہ علامہ مرحوم کی یہ تجویز علماء اہل سنّت کے دل کی آواز اور ان کے اپنے افکار کی ترجمان تھی، لہٰذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ علامہ کی تجویز کی بھرپور اور واضح تائید کی بلکہ کانگریسی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے توڑ کے اقدامات بھی کئے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا سنّی کانفرنس کے خصوصی ترجمان

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اگست ۱۹۷۱ء، ص ۴۲

"السواد الاعظم" مراد آباد کا کردار قابل صد ستائش ہے، جس نے صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس) کی زیر سرپرستی اس تجویز کی تشہیر کے لئے گرانقدر کام کیا۔

السواد الاعظم ماہ شعبان ١٣٤٩ھ / جنوری ١٩٣١ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمون کا ایک عکس ہدیۂ ناظرین ہے۔

گول میز کانفرنس اور ہندوستان کا مستقبل

مدتوں سے گول میز کانفرنس کی طرف دُنیا کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں بہت سے لوگوں کی توقعات اُس کے ساتھ وابستہ تھیں اور وہ انتظار کر رہے تھے کہ انکی قسمت اس موقع پر کیا فیصلہ کرے۔ بہت سے لوگ خائف تھے اور اُس کے ساتھ بدظنی رکھتے تھے انکو اس کانفرنس کے قائم ہونیکا رنج تھا انہوں نے اسکی راہ میں بہت رکاوٹیں ڈالیں اور جب آخر کانفرنس رکھی جا سکی اور اُسکا افتتاح ہوا تو اُس کے ساتھ اظہار ناراضگی کے لیے بازار بند کیے گئے کیا کیا۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ گول میز کانفرنس اُن کے لیے مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی غرض دُنیا کے خیال اُسکی طرف مختلف تھے لیکن ہر ایک گروہ اور جماعت اُسکی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ یہ کانفرنس ہوئی اسکی مجلسیں منعقد ہوئیں ہند کے مسائل زیر بحث آئے اور ایک حد پر وہ ختم بھی ہوگئی مسلمانوں نے اس کانفرنس کے ساتھ ابتدا ہی سے نہایت معتدل روش اختیار کی نہ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں دکھا

نہ بدگمانیوں کے طومار باندھے اور نہ اُس کے مدح سرا بنے بلکہ ایک ملکی نظام ترتیب دینے والی مجلس میں انہوں نے اپنی استحقاق حقوق کے لیے نمائندے بھیجے۔ نمائندے ہنود کے بھی گئے۔ جو جماعت گول میز کانفرنس کی مخالفت کر رہی تھی اور جس نے اس کی نسبت اظہار بے اطمینانی کیا تھا افتتاح کے وقت بازار بند کیے تھے افراد اسکے بھی گول میز کانفرنس کی شرکت کے لیے پہنچے ہندوؤں کی سیاست میں یہ طرز عمل غور کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہے کہ ایک طرف تو وہ گول میز کانفرنس کے مخالف بنے مخالفت میں خوب سرگرمیاں کیں اور دوسری طرف اُس میں جا کر شامل ہوگئے مگر مسلمانوں نے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ہندو کیا تماشا کر رہے ہیں اور انکا کیا طرز عمل ہے بلکہ انہوں نے صرف یہ دیکھا کہ ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اُس میں ہندوستان کے لیے کوئی نظام تجویز کیا گیا تو ہمیں بھی حفظ حقوق کے لیے وہاں موجود رہنا ضروری ہے۔

کانفرنس کے دوران میں ہندو مندوبین نے مسلم نمائندوں کے ساتھ کیا طرز عمل رکھا اس کی بحث چنداں ضروری نہیں ہے لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ مسلم نمائندوں نے کسی نہ کسی حد تک مسلم حقوق کی حفاظت کی سعی کی اور جس قوم کے وہ نمائندے تھے اُس کے مفاد کا خیال اُنکے دماغوں میں رہا ابھی یہ تو ہم نہیں کہ سکتے نتیجہ کیا ہوا لیکن ہندوؤں کی دنیا کا رنگ پلٹ گیا ہے اور اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان انکو مل گیا اور انکی مراد پوری ہوگئی۔ اب پھر ہندوؤں کا جوش ہیا ور یہ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوگا مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑے تدبر اور دانائی سے گزارنیکا ہے انکو اپنے مطالبات و حقوق کے لیے بھی مستعد رہنا ہے اور اپنے مستقبل کے لیے پیش آنے والے خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی کرنی ہیں اور آئندہ ملکی نظام کے متعلق جو مجلسیں منعقد ہوں اُن میں اپنا استحقاق کا مسئلہ بغیر کسی سستی و تقاعد کے پیش کرتے رہنا بھی لازم ہے اور عیار ان خودکام کی حریفانہ چالوں سے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنا بھی اپنی ہر طرح کے ضعف و کمزوری کا علاج بھی ہندوؤں نے کسی منزل میں ابھی مسلمانوں کے حقوق معین کرنے کی بحث نہ کی جب آج مسلمانوں کے حق کا زبان پر لانا ایک قوم کو گوارا نہیں ہے تو اس سے یہ امید کرنا کہ برسر اقتدار ہو کر وہ ہمیں ملک مال میں برابر کا شریک کرے گی انتہا درجہ کی خام خیالی، ہی نہیں جنون ہے۔ اب تو وہ ہندو پرست اصحاب بھی جو آنکھ میچکر تقلید ہندو کے عادی ہیں شاید تسلیم کریں گے کہ ہندوؤں کی خودغرضی میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا گول میز کانفرنس کے دوران میں بہت سے واقعات نے یہ بات ظاہر کر دی کہ ہندو مرکز خیال مسلمانوں کی بقا ہو

مخالف ہے، اور کسی صریح منصفانہ بات کو جس سے مسلمانوں کو بھی کچھ نفع پہنچ جاتا ہو منظور کرنے کے لیے تیار نہیں ڈاکٹر اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار ہو دوسرا مسلمانوں کے، ہندوؤں کو کس قدر اس پر غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کیا یہ کوئی ناانصافی کی بات تھی اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برانگیختہ کرتی رہی اور انھیں اس میں اپنا کیا ضرر نظر آیا بجز اس کے کہ مسلمانوں کی بقا کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انھیں بغیر ڈاما اقتدار رہا جاتا تھا اسکو تو کون جانتا ہے کہ پردہ غیب سے کیا ظہور کرے گا اور مستقبل کیا صورتیں سامنے لائے گا لیکن ہندو اس وقت ایسی خالی بات بھی نوک زبان پر لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو مسلمانوں کو اچھی معلوم ہو اس حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان کہلانے والی جماعت ہندوؤں کا کلمہ پڑھتی پھرے اور ملت بیضا کی مجسم برائی فرسودہ لکیر کو پیٹا کرے تو اس پر ہزار افسوس۔ کاش اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والوں کو کام کرنے دیں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہو اور ایک آواز ہو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بعض صاحبوں کی لیڈری اور پیشوائی کا علم بلند ہونے سے رہ جائیگا مگر وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھیں البتہ جو جماعتیں مذہبی یا کسی دوسری حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے لیے کوئی تدبیر سوچیں اس سے کام کرنے والی جماعت کو مطلع کردیں اور اس کو توجہ دلائیں کہ وہ ان امور کو ملحوظ رکھے کام نظم سے ہونا چاہیے انتشار کو چھوڑا جائے اس میں اگر تھوڑا نقصان بھی ہو تو گوارا کیا جائے کہ متحدہ آواز کی قوت اس سے بدرجہا زیادہ مفید ہوگی۔

۱؎ ماہنامہ السواد الاعظم ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں مرادآباد سے جاری کیا گیا۔ یہ ماہنامہ دو قومی نظریہ کی بھرپور حمایت کرتا اور ہندو مسلم اتحاد کی خوب خبر لیتا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" از پروفیسر محمد مسعود احمد مطالعہ کریں۔

مرتب

خطبۂ صدارت

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

منعقدہ بدایوں ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

حضرت امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ

امیر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ملکی و ملی مسائل کا تجزیہ جس انداز میں فرمایا اس سے آپ کی قومی ہمدردی اور سیاسی بصیرت کا پہلو نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ آپ نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) کفرزار ہند میں ہمہ جہت تبلیغ کی ضرورت ـــــ شہاب الدین غوری جیسے مجاہدین اور خواجہ غریب نواز اجمیری جیسے صوفیا کے نقش قدم پر چل کر۔

(۲) علماء و روحانی زعماء میں اتحاد کی ضرورت اور ان کی ذمہ داریاں ـــــ فکر و تدبر، قربانی و ایثار، خشیت الٰہی۔

(۳) غیر اللہ سے ڈرنے والا عالم، علم و انسانیت سے عاری ہے۔

(۴) مسجد شہید گنج کی تحریک میں علماء کی ذمہ داریاں۔

(۵) برصغیر میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کی ضروریات۔ شرعی قوانین ـــــ نکاح،

طلاق، خلع، انتداو، وراثت، ہبہ کا نفاذ ۔۔۔ اوقاف اور مساجد و مقابر کی حفاظت وصیات

(۶) عالم اسلام کی حالت زار پر شدید صدمہ کا اظہار ۔۔۔ نجد میں ابن سعود اور جدہ میں ظالموں کے مظالم۔

(۷) مقامات مقدسہ کے احترام و تحفظ کا مطالبہ وہابیت و حنفیت کا مسئلہ نہیں۔

(۸) مسلمانوں کی معاشی حالت کی بہتری کے لئے بیت المال کا قیام

(۹) مسلمانوں کی باوقار زندگی کے لئے سیاسی تحریکات اور ضروریات۔ اتحاد بین المسلمین، معاشی خوشحالی، تجارت کی اہمیت اور طریق کار اسراف و تبذیر سے احتراز۔

خطبہ صدارت کا عکس "سیرت امیر ملت" سے حاصل کر کے درج کتاب کیا جا رہا ہے۔

خطبۂ صدارت

آل انڈیا سنی کانفرنس، بدایون (یوپی)

منعقدہ ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ

امیر ملت سید جماعت علی، محدث علی پوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ● اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ - وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِاَنْوَاعِ النِّعَمِ وَ لَطَائِفِ الْاِحْسَانِ - وَ فَضَّلَنَا عَلٰی سَائِرِ خَلْقِہٖ بِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ - وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الرَّحْمٰنِ، سَیِّدِنَا وَ غَوْثِنَا وَ غِیَاثِنَا وَ کَرِیْمِنَا وَ رَحِیْمِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ بِخَیْرِ الْمِلَلِ وَ الْاَدْیَانِ - وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ بُدُوْرِ الْاِیْمَانِ - وَ الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَہِدِیْنَ وَ الْاَوْلِیَآءِ الْکَامِلِیْنَ نُجُوْمِ الْاِیْقَانِ وَ الْعِرْفَانِ - وَ تَابِعِیْہِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِالْاِحْسَانِ۔

اَمَّا بَعْدُ - اَیُّہَا الْعُلَمَاءُ الْکِرَامُ وَ الْحُضَّارُ الْعِظَامُ!

(ترجمہ) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کی تعلیم فرمائی اور ہم پر نعمتوں کے اقسام اور احسان کے لطائف کا انعام فرمایا اور ہمیں تمام مخلوقات پر تعلیم قرآن کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور درود و سلام [illegible] جو ہمارے سردار اور مددگار

والے اور ہمارے کریم و رحیم پر جس نے فرمائے عطا ہمارے آقا محمد جو کہ بہتر مذہب اور دینوں کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے اور آپ کی آل پر درود اور سلام اور اصحاب پر جو کہ ایمان کے چاند ہیں اور اجتہاد کرنے والے اماموں پر اور اولیاء کاملین پر جو کہ یقین اور عرفان کے روشن ستارے ہیں اور ان پر جو احسان کے ساتھ ان کے تابعدار رہے ہیں قیامت کے دن تک۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے لئے علمائے کرام اور حاضرین عظام۔

السلام علیکم! فقیر رب العزت کی حمد بجا لاتا ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ میں آستانہ محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام و التحیۃ کی مقدور بھر خدمت کر کے اپنی عاقبت سنواروں کروڑوں درود اس پیکر جود اور اس نور مسعود پر جس کا اسوۂ حسنہ ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ ہم کسی حال میں بھی مفاد ملت کو فراموش نہ کریں۔

محترم بھائیو! یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے ایک بوریا نشین و حجرہ گزین کو اپنی محفل میں ایک ممتاز جگہ مرحمت فرمائی ہے۔ آپ علماء ہیں۔ آپ کی راہ میں فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ آپ کی آبرو رکھے۔ آپ نے ایک مسکین صوفی کو اپنی بارگاہ علم میں صدارت کی مسند پر بٹھا کر بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپکے انتخاب کو کامیاب ثابت کرنے کی توفیق دے۔ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔ (ترجمہ اور اسی سے امداد کا مطالبہ ہے اور اسی پر توکل ہے)۔

عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واگذاری کے لئے اپنی ناچیز خدمات قوم کے سامنے پیش کی ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا لیکن اس کا کیا علاج کہ یاران طریقت نے مجھے اجمیر شریف بلایا۔ ارباب شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا۔ خدا کرے کہ جیسے طریقت و شریعت میں بہ نگاہ حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے۔ اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فرعی سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصول کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں۔

اجمیر شریف۔ آج کل میں حاضری اس لئے بھی مفید تھی کہ دربار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا

جو دار الانوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ مصلے پر بیٹھنے والے کا مد مقابل وہی تھا جو غازی شہاب الدین غوری صاحب سیف کا تھا۔ کاش اکر سیاسی لیڈر شہاب الدین بن جائیں۔ صوفی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں۔ اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس کفرزار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی ماندہ لمحات اس کار خیر کے لئے وقف کر دوں۔

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سوچا ہے یہی　　دردمندان محبت کا تقاضا ہے یہی

علمائے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے لیکن ہر منصب کی چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے کیونکہ رب العزت فرماتا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم والے نہیں) کس قدر موثر پیرایہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کے خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر قربانی و ایثار اور فکر و تدبر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبہ و عمامہ اس کے لئے روز قیامت پھانسی کا رسہ ثابت ہوگا۔

عالم کا وصف عند اللہ یہ ہے۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (ترجمہ، اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر کہ رمز مصطفےٰ فہمیدہ است　　شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اگر عالم انگریز کے رعب جلال سے ڈر کر، اس کے سامان حرب و ضرب سے گھبرا کر، حق کی حمایت نہیں کرتا، تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ ہے۔ اگر عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے ملک ناراض ہو جائیں گے،

یا ہندوؤں میں اس کا وقار کم ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے، وہ عالم نہیں جاہل ہے، اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

کیا علماء کو معلوم نہیں کہ لاہور میں مسجد گرادی گئی ہے؟ کیا مسجد پر کسی غیر مسلم کا قبضہ جائز ہے؟ یاد رکھو، اگر تم نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر ایک مسجد کے انہدام کو معمولی حادثہ خیال کیا، تو ہمیں اپنی ان مساجد کی بھی فکر کرنی چاہیئے جن کے منبروں پر بیٹھ کر تم مسائل بیان کرتے ہو۔ وقت ہے کہ ایک ایسا اعلان شائع کیا جائے جس پر ہر عالم کے دستخط ہوں، کہ کسی مسجد پر غیر مسلم کا تصرف از روئے اسلام جائز نہیں۔ جمعیت العلماء اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے، جو عالم اس پر دستخط نہ کرے، اعلان کر دو کہ اس کی اقتداء میں نماز درست نہیں۔ مقتدیوں اور متولیوں کو سمجھایا جائے کہ ایسے ننگ اسلام عالم کو مسجد کی امامت و خطابت سے محروم کر دیں۔

جہاں کہیں بھی کوئی مسجد ہے، وہ شاخ یا کونپل ہے اس بیت اللہ کی کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (ترجمہ: جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں) کی مصداق ہے۔

وہ دُنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا — خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل سے مشیت نے تھا جس کو تاکا — کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہُدا کا

بیت اللہ عرب میں ہے، جس کی نسبت حضور سرورِ کائنات علیہ الف الف سلام و تحیات کا ارشادِ فیض بنیاد ہے کہ اَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ [illegible] یعنی جزیرۂ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

اے عالمانِ دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے، وہاں حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے، اور اٹلی کو اپنی طیارہ پروازیوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے۔ کیا دُنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے، تو نکالے نکلنے کی راہ خود نکال لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ

ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ وہابیت اور سنیت کا سوال نہیں، یہ اماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا وظیفہ اظہارِ حق سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو) اور ثمن قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے نعرۂ حق بلند کرو، تاکہ ربِ جلیل کی بارگاہ سے اجرِ جزیل حاصل ہو جائے۔

میری بات پر کان نہیں دھرتے تو حاجیوں سے پوچھ لو کہ جیرانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ساکنانِ مدینہ کا کیا حال ہے۔ حکامِ نجد کے دسترخوان پر تو طرح طرح کے کھانے موجود ہوتے ہیں، لیکن تمہیں بتاؤں کہ مدینہ طیبہ کے مظلوم مقدس کھجوروں کی گٹھلیوں کو ترس رہے ہیں۔ کیا رعایا کی پرورش راعی کا فرض نہیں؟ کیا شریعت کی رُو سے جو سلطان رعایا کے خور و نوش کا انتظام نہ کرے، اسے تابع سنت سلطان کہا جا سکتا ہے؟ بزرگ عالمو! خلفائے راشدین کی پوری سوانح عمریاں تمہیں ازبر ہیں، کیوں تمہاری زبانیں جیرانِ رسول کی حمایت و اعانت کے لئے نہیں کھلتیں!

سنو! ارشاد ہوتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (ترجمہ: اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں [illegible] نہ بنائیں) کیا اس پاک فرمان کی رُو سے آپ پر یہ شرعی فرض عاید نہیں ہوتا کہ آپ "قاضی ایکٹ" بنوائیں؟ عدالتوں میں فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ کیا آج طلاق، خلع، ارتداد، وراثت، نکاح، ہبہ وغیرہ "امور شرعی کی ہندوستان میں انتہائی تذلیل نہیں ہو رہی؟ اس تذلیل کا انسداد علماء سے بڑھ کر اور کون کر سکتا ہے؟ صحیح ہے کہ اس غرض کو بروئے کار لانے کے لئے کافی سرمایہ کی حاجت ہے۔ کیا اس کے لئے بیت المال کا قیام شرعی تجویز نہیں؟ کب تک حجروں میں لیٹے رہو گے؟ میں ہر عالم سے عرض کرتا ہوں کہ ع: وقت آں نیست کہ در حجرہ نشینی بے کار۔ جیسے حکومت بغیر ٹیکس کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی بیت المال کے بغیر تنظیم ملت کا خیال خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

ضروری ہے کہ ان مقاصد کے لئے آپ ملک کی مجالس آئین و قوانین سے بھی استفادہ کریں۔ جس کی کامل صورت یہی ہے کہ ہر کونسل میں آپ کی قوم کو ٹھوس اور مضبوط حیثیت حاصل ہو اس کے لئے "جداگانہ نیابت" ایک ضروری حق ہے جس سے اس وقت دست بردار ہو جانا مہلک ہے۔ کونسلوں میں جاؤ۔ اپنے حقوق منواؤ۔ حد شرع قوانین منظور کراؤ۔ اوقاف کی حفاظت کرو۔ مقابر و مساجد کو اغیار کی دستبرد سے بچاؤ۔

یاد رکھو! اگر کونسلوں یا حکومت کی دار و گیر میں آپ کی عزت جبھی ہے کہ آپ منظم ہو جائیں۔ آپس میں ایکا ہو۔ آپس میں پھوٹ نہ ہو۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی مالی حالت شاندار ہو۔ مادہ پرست سلطنت دولت کی پجاری ہے۔ ہم مفلس ہیں، مقروض ہیں۔ افلاس دولت کمانے اور دولت بچانے سے دور ہو سکتا ہے۔ دولت کمانے کا بہترین طریقہ "تجارت" ہے۔ تجارت میں فروغ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ مسلمان دوکانداروں سے سودا خریدیں۔ آپ کی قوم کاشتکار ہے، آپ کی قوم کاریگر ہے۔ آپ کی قوم مزدور ہے۔ لیکن اس کی زراعت، اس کی صنعت، اس کی محنت سے فائدہ غیر اٹھاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کاشتکار تجارت بھی کریں۔ یعنی اپنا مال خود بیچیں۔ آڑھت کی دکانیں خود کریں۔ کاریگر اپنی مصنوعات خود فروخت کریں۔ دولت بچانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر نوعیت کے اسراف سے بچیں۔ اور یاد رکھیں کہ قرآن کی رو سے مُبَذِّرِین اور مُسرِفین شیطان کے بھائی ہیں۔

یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر عمل پیرا ہو کر آپ فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

خطبۂ صدارت

سید مصباح الحسن مودودی سجادہ نشین پھپھوند صدر مجلس استقبالیہ قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس، پھپھوند ضلع اٹاوہ

۸ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ / ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

صدارت: حضرت ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی

دیگر شرکاء: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی، مولانا محمد عبد الحامد بدایونی

انتخابات ۱۹۴۶ء کی نزاکت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس من حیث الجماعت کے نصب العین اور طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے قیام پاکستان کی ضرورت اور کانگریس کی مخالفت از روئے شریعت ثابت کرتے ہوئے مولانا سید مصباح الحسن نے جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے:

(۱) بلاد ہند میں بے دینی و لامذہبیت کے خلاف علمائے اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ۔

(۲) الحاد و ارتداد کے فتنوں کی داستان۔

(۳) دین کا لبادہ اوڑھ کر "متحدہ قومیت" کا دیو مسلمانوں پر مسلط کرنے والوں کا کردار

؎ تقاریر کے لیے صفحہ نمبر ۳۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) باہمی افتراق و انشقاق پیدا کرنے والوں کے متعلق سنی کانفرنس کا طرزِ عمل ——— خاموشی ——— تاکہ وہ کانفرنس کے مقاصد حسنہ سے متفق ہو جاتے ہیں۔

(۵) سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ ——— علماء و مشائخ کا ارتباط، خانقاہی نظام کی اصلاح، مدارس و مساجد کی تنظیم، تبلیغ و اشاعت دین، مسلمانوں کی اقتصادی اور تجارتی ترقی کی تدابیر، احکام اسلامیہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے ——— موجودہ حالات میں ——— نظام عمل۔

(۶) سیاسیات ہند اور مسئلہ پاکستان کے سلسلہ میں سنی اکابر کی صف اول کی مجاہدانہ کوششیں اور انتخابات کے موقع پر ان کی نمایاں خدمات کا جائزہ۔

(۷) بنارس کانفرنس پر مکمل اعتماد اور اس کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے ملکی سیاسیات میں اس کا مقام۔

تحریک پاکستان کے اس نازک دور میں یہ خطبہ عام مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں "اہل سنت برقی پریس" میں چھپوا کر مراد آباد سے شائع[1] کیا گیا تھا۔ آئندہ صفحات پر اس اہم اور تاریخی خطبۂ صدارت[2] کے سرورق کا عکس بھی پیش خدمت ہے۔

---

[1] بعد ازاں اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نے اپنے شمارہ ۱۵، جلد ۸۳ مطبوعہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء میں مذکورہ خطبہ من و عن نقل کیا تھا۔

[2] اصل نسخہ کا فوٹو سٹیٹ پروفیسر محمد ایوب قادری نے برائے اشاعت مرحمت کیا تھا جس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ (مرتب)

۷۸۶

خطبۂ صدارت

جو

حضرت مولانا مولوی شاہ سید مصباح الحسن صاحب

مودودی مدظلہ صدر جماعت استقبالیہ سُنی کانفرنس پھپھوند

ضلع اٹاوہ

نے

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ کے اجلاس سُنی کانفرنس پھپھوند

میں پڑھ کر سُنایا

(مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب نے اپنے

اہل سُنت برقی پریس شیش محل بازار دیوان مُراد آباد میں

چھاپا)

خطبۂ استقبالیہ

سُنّی کانفرنس پھپھوند منعقدہ ۷، ۸ ربیع الاوّل شریف ۱۳۶۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہٖ واصحابہٖ و اولیاء امتہٖ و علمائے ملتہٖ اجمعین۔

حضرات علمائے کرام و مشائخین عظام!

میرے اور مسلمانان ضلع اٹاوہ کے لئے آپ حضرات کا پھپھوند جیسے خطہ میں تشریف لاکر اپنے افکار عالیات و حیات مذہبی کی دعوت کی خاطر درازی سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود تشریف لانا باعث ہزاراں برکات ہے۔

مَیں صمیم قلب کے ساتھ آپ سب لوگوں کی خدمات میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے اُن فروگذاشتوں پر معافی خواہ ہوں جو اقامت کے اوقات میں پیش آئی ہیں۔ آج آپ حضرات کی آمد اور ورود مسعود کے مناظر میں ایک ایسے وجود باجود کی تشریف آوری کی جھلک پا رہا ہوں جنہوں نے حضرت اقدس مولانا تاج الفحول قدس سرہٗ سے انوار و تجلیات اور آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں کے فیض علمی سے مالامال ہوکر بارگاہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادِ روحانی کو پاکر ضلع اٹاوہ کے خطہ میں تشریف لاکر الحاد، بے دینی ضلالت و غفلت، تاریکی و جہالت کو دور کرکے مشعل ہدایت روشن

فرمادی اور اس چھوٹے سے قصبہ کو علم و عرفان کا مخزن بنادیا اور آج آل انڈیا سُنی کانفرنس جس پیام و دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے اُس کا اولین نقش قائم فرماکر ہزاروں گم کردہ راہان منزل کو راہِ ہدایت پر لگادیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی آمد سے جو مسرت ہمیں ہے اُس سے کہیں زائد خوشی اپنی قبر منور میں جلوہ افروز ہونے والے شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی کو یقیناً ہوگی کیونکہ جس دور میں حضرت اقدس نے سرزمین پھپھوند کو نوازا، یہ وہ دَور تھا جبکہ بے دینی و لامذہبی ابتدائی زندگی کے ساتھ سامنے آرہی تھی، مگر آج کا حال اُس ماضی کے مقابلہ میں اپنے گندے ماحول کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کن ہے اُس وقت کفر و زندقہ اپنی محدود طاقتوں سے آراستہ ہوکر نورِ اسلام کو زائل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کی حالت یہ ہے کہ کفر، شرک الحاد اور ارتداد کے بادل سروں پر محیط ہیں۔ اس دَور میں زرا ایسے جبہ قبہ پوش تھے جو اپنے منہ پر معاذاللہ دین اسلام کی چادر ڈال کر دعوت اسلام کی بجائے شرک و کفر میں ادغام و متحدہ قومیت کا دلیہ مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرتے رہا کہ اس وقت بھی شتر مرغ کی طرح معدودہ چند عناصر و افراد بداعتقادی و بے دینی کی تعمیر کا آغاز کرنا چاہتے تھے لیکن سوادِ اعظم اور جمہور اہل سُنّت کے عزائم نے ان فتنوں کا استیصال فرمادیا۔ آج کا دور اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ جس ہمت شکن مرقعہ کو پیش کر رہا ہے اُس سے سطحی افراد مضطرب الحال نظر آتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کی بقائے حیات کے لئے تاریخ نے ہر زمانہ میں ایسے حوادث پیش کئے ہیں اور ایسے مواقع پر حضرات علمائے حقانیین نے کمربستہ ہوکر باطل کا مقابلہ کیا ہے اور اعلائے کلمۃ الحق فرمایا، پس موجودہ دور فتن بھی ہمیں ماضی کے آئینہ میں سبق دے رہا ہے کہ ہمارے اعضاء و اجزاء اہلسنت ایک مرکز پر مجتمع ہوکر بارگاہ رسالت اطہر سے استعانت حاصل فرماکر میدان عمل میں نکل آئیں اور ملت اسلامیہ کو وہی پیام دیں جو اُن کے اسلاف نے دنیا کو پہنچایا۔ علمائے

کرام و مشائخین عظام نے جس طرح ہر سختی و صعوبت کا مقابلہ کرکے اپنے فریضۂ ہدایت کو پورا کیا، اُن کے اخلاف بھی اُن ہی مضبوط ارادوں سے اٹھیں اور طبقۂ اہلِ سُنّت کو گرداب بلا سے نکال بچانے کی کامیاب سعی شروع فرمادیں۔

مقامِ مسرت ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے عالی قدر ناظم حضرت صدرالافاضل مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مدظلہٗ اور کانفرنس کے دوسرے اکابر و کارکنان نے تین سال سے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد سُنّی کانفرنس کی تشکیل کا مبارک کام آغاز فرمادیا۔ اور آج الحمدللہ اس ادارہ کی ہر صوبے کے اندر شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور سُنّی کانفرنس کی اہمیت و ضرورت کا احساس طبقۂ اہلِ سُنّت میں پیدا ہوتا جارہا ہے۔

لیکن اس خصوص میں بعض وہ عناصر جو طبقۂ اہلِ سنت کو ایک شیرازہ میں منسلک ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ باہمی افتراق و انشقاق قائم رہے اور ہماری جماعت کا اپنا کوئی متحدہ نظام نہ ہو وہ مختلف النوع حیثیتوں سے لب کشائی فرمارہے ہیں۔ میں سب سے پہلے تو اس طرزِ عمل کے اختیار کرنے والوں کے طریقۂ تنقید کو دیکھتے ہوئے اپنے اکابر سے صرف اسی قدر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد حقہ کی تبلیغ لومۃ لائم کا خیال کئے بغیر جاری رکھیں انشاءاللہ مستقبل قریب میں جو ہم سے بعید ہیں قریب آجائیں گے، کچھ وہ لوگ ہیں جو سیاسی میلانات و رجحانات اور قومی تحریکات میں منہمک رہ کر سُنّی کانفرنس کو اپنے دماغوں میں ایک ایسی جماعت سمجھے ہوئے ہیں جو ہلاکت و افتراق کا باعث ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا تخیل کیوں پیدا ہوا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے، سُنّی کانفرنس کے اہم ترین مقاصد کا ملخص یہ ہے کہ (۱) طبقۂ اہلِ سنت و علماء و مشائخین کو ایک سلسلہ میں منسلک کردینا (۲) خانقاہی نظامِ طریقت کو حضرات

صوفیائے متقدمین میں حضرت سلطان السلاطین خواجۂ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کے طریقۂ تبلیغ پر منظم کردینا (۳) مکاتب و مدارس و مساجد کی تنظیم کرنا (۴) مدارس کے لئے ایک مشترکہ نصاب تیار کرکے عمل کرانا (۵) جاہل مسلمانوں میں تبلیغ و اشاعتِ دین کرنا (۶) مسلمانوں کو ارتداد و بے دینی سے بچانا (۷) مسلمانوں کی اقتصادی و تجارتی حالت کو درست کرنے کی تدابیر اختیار کرنا (۸) مسلمانوں کو احکام اسلام کی روشنی میں اُن کی حیات تعمیر کے لئے راہِ عمل پیش کرنا۔ مذکورۂ بالا مقاصد پر نگاہ رکھنے والا اندازہ کرسکتا ہے کہ ایسے مقدس اغراض و مقاصد پیش کرنے والی سُنّی کانفرنس کی تشکیل و ترقی کہاں تک خدانخواستہ نقصان رساں ہو سکتی ہے، آج ہندوستان میں جس قدر اور جتنے ناموں سے جماعتیں قائم ہوتی رہی ہیں اُن کے وجود و آغاز پر اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آخر اہلِ سُنّت کی تنظیم کرنے والی جماعت پر زلزلہ کیوں گر رہا ہے۔

میں معترضین و نکتہ چیں حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سُنّی کانفرنس کا کارواں اب بڑھ چکا ہے، جو قدم خدائے برتر کی نصرت سے متحرک ہوگئے ہیں اب اُن میں جمود نہیں آسکتا۔ ذمہ دارانِ سُنّی کانفرنس کی ہمتیں، اعتراضات و تنقیدات سے پست نہ ہوں گی وہ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول و کامیابی کی دُھن میں لگے رہیں گے۔

سیاسیات حاضرہ

عصرِ حاضرہ میں مسلمانانِ ہند کی سیاسیات نے ۱۹۴۲ء سے جو نئی کروٹ بدلی ہے اور مسئلۂ پاکستان یعنی قیامِ حکومتِ اسلامیہ کا جو جذبہ عوام و خواص میں پیدا ہو رہا ہے اُسے ہمارے طبقۂ علمائے اہلِ سُنّت نے یہی نہیں کہ دور بیٹھ کر صرف مطالعہ ہی

کیا بلکہ ہمارے جماعت کے محترم علماء مجاہدانہ حیثیت سے از اوّل تا آخر اس جذبہ کے محرک و مؤید بنے ہوئے ہیں اور کانگریس جیسی ہندو جماعت کے مقابلہ پر دس سال کے طویل زمانہ سے بے پناہ خدمات انجام دے کر کانگریس کی ہر تحریک کو مردہ کر چکے ہیں، اپنی جماعت کے افراد کی خودستائی مقصود نہیں بلکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صرف ہمارے طبقہ کے علماء و مشائخین ہیں جن کی مسلسل خدمت وسعی سے مسلم لیگ اپنے مقاصد میں کامیاب نظر آرہی ہے وہ کونسا وقت ہے جس پر ہمارے افراد نے انتہائی قربانیاں نہیں فرمائیں۔ مرکزی اسمبلی کے حلقۂ انتخاب میں وہ کونسا قریہ تھا جہاں ہمارے افراد نے کارہائے نمایاں انجام نہیں دیئے۔ اور صوبہ جاتی انتخابی مہم میں بھی الحمدللہ صف اوّل میں موجود ہیں۔ اور کانگریس کو حلقہ جات انتخابات میں شکست دینے کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس سے تعلق رکھنے والا ہر بزرگ اپنی نہایت بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے۔ پس ان حالات و خدمات سے ظاہر و عیاں ہے کہ سنی کانفرنس پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں الحمدللہ اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس کی اعانت قدرشناس نگاہوں میں وزنی ہے۔

الحمدللہ کہ سنی کانفرنس کے سامنے اسلامی حکومت کے تصورات ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے پاس ایک مکمل دستور العمل رکھتی ہے جو مستقبل قریب میں مسلمانوں کے سامنے پیش کرے گی، وہ دستور العمل ایک ایسا دستور ہوگا جو آیات بینات و احادیث نبویہ اور احکام فقیہہ کی روشنی میں مغربی تہذیب اور عددی راؤں کی کثرت و قلت کی شمار و گنتی سے بے نیاز ہوگا اور جس پر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے فرد کا عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس انشاءاللہ سنی دنیا میں ایک ایسا تاریخی اجتماع ہوگا جو اپنی نوعیت اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے بے مثال و یادگار ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کامران فرمائے اور طبقۂ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں آخر میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء مشائخین کے ورود مسعود پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

خطبۂ صدارت

رئیس المتکلمین ابوالمحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہٗ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس

۲۷ — ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۲۷ — ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء

قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر کرنے، سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے جماعتی موقف کی وضاحت وتائید اور سنیت کی تنظیم کی شوکت کے اظہار کے لئے پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ سے زائد سنیوں کے اجتماع میں پڑھے گئے اس معرکۃ الآرا خطبہ میں حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ نے اپنے فصیح وبلیغ انداز میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گردش لیل ونہار کے ہاتھوں مسلمانوں پر نئے مظالم اور حالات حاضرہ پر طائرانہ نظر

(۲) سنی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنارس کا انتخاب — برصغیر کے وسط بنارس اور اس کے نواحی علاقہ میں اسلامی معابد، مقابر اور شعائر کی کثرت، گویا حواشی بنارس — اولیا نگر ہے، یہیں اسلامی سیاست واقتدار، ادب وتمدن اور علم وعرفان کے امتیازی نشانات ہیں۔

(۳) عالم اسلام کی مظلومیت — حجاز مقدس میں نجدی فتنہ، فلسطینیوں پر بے رحم یہودیوں کے مظالم، انڈونیشیا پر جنگ کا تسلط۔

(۴) ہندوستانی فتنے — سنیوں کو ختم کرنے کے مختلف حیلے بہانے، سنی بورڈ

کا قیام، امکان کذب اور امکان نظیر کے جال، ختم نبوت کی خانہ ساز تشریح، مدح صحابہ کے پردے میں قدح صحابہ

(۵) تبلیغ اور اسلام کا تعلق — مسلمانوں کا ہر فرد مبلغ ہے، بادشاہ، رعایا، سوداگر مزدور — سب مبلغ ہیں۔

(۶) اسلامی زندگی کا وسیع مفہوم — محنت ومشقت، بچوں کی پرورش، صنعت وحرفت، تجارت، خلق کی خدمت، رزم، بزم — سب عبادت ہیں۔

(۷) قانون سازی صرف اللہ اور رسول کے اختیار میں ہے، لہٰذا غیر اسلامی قانون مثلاً خلیع بل اور شاردا ایکٹ سب لعنت ہیں۔

(۸) تعلیم کی ضرورت، مدارس دینیہ کی تنظیم کے ساتھ انگریزی خواں حضرات کیلئے دینی تعلیم کا انتظام، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ وغیرہ علوم کی تدریس کا انتظام — اس مقصد کے لئے ہر سنی خانقاہ نشر علوم کا ادارہ ہو   ہر محفل میلاد اور عرس مقدس بزم تبلیغ ہو۔

(۹) دور حاضر کی ضروریات — سنی پریس، سنی وقف کی حفاظت، نوجوانوں کے لئے ورزش کا اہتمام

(۱۰) مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان کی موجودہ حالت کے گوشوارے مرکز میں موجود ہونے ضروری ہیں جس میں ان کی تعلیمی حالت، مالی حالت، قرضہ کی صورت میں اس کی مالیت اور اس کی ادائیگی کے امکانات، ہر علاقہ میں مدارس ومساجد کی تعداد اور ان کے گوشوارں — وغیرہ کا اندراج ہو۔

(۱۱) پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت — قیام پاکستان پر اعتراضات کے جوابات، پاکستان کی اچھوتے انداز میں تاریخ۔

(۱۲) مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پروگراموں میں فرق — مسلم لیگ

مسلمانانِ ہند کے لئے علیحدہ وطن کی طالب ہے ـــــــ لیکن سُنی کانفرنس کا نصب العین اور طرزِ عمل اسلامی سلطنت ـــــــ پاکستان ـــــــ کے قیام کے ساتھ ساتھ مجوزہ مملکت میں خلافتِ راشدہ کی طرز کی حکومت قائم کرنا، گویا اس کے مقاصد وسیع تر اور دائمی نوعیت کے ہیں۔

(۱۳) آل انڈیا سُنی کانفرنس ـــــــ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ تائید کرے گی اور مسلم لیگ مذہبی امور میں سُنی کانفرنس کی راہنمائی قبول کرے گی۔

(۱۴) آل انڈیا سُنی کانفرنس بنارس میں شریک مہمان علماء اور مشائخ کا نرالے انداز میں شکریہ ـــــــ نہ یہ مہمان اور نہ ہم میزبان ـــــــ بلکہ یہ مسیحا دم ہیں اور ہم مریضانِ جاں بلب ـــــــ اسلامی طرزِ فکر کے مطابق اپنی بے بسی اور مجبوریوں اور علماء و مشائخ کی شفقت اور کرم نوازیوں کا ذکر۔

یہ تاریخی خطبہ[له] (خطبۂ صدارت جمہوریت اسلامیہ) جس کا ایک ایک حرف حضرت محدث کچھوچھوی کی بالغ نظری اور مقصد سے عشق کا ترجمان ہے، ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں مولانا ظفر الدین احمد نے اہل سنت برقی پریس، مرادآباد سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ آئندہ صفحات پر مذکورہ تاریخی خطبے کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

له دبدبۂ سکندری نے اپنے پانچ مختلف شماروں (۲۸ مئی، ۷ مئی، ۲۸ جولائی، ۷ جولائی، ۲۲ جولائی اور کم اگست ۱۹۴۶ء) میں اس تاریخی خطبہ کو من وعن نقل کیا تھا۔
مرتب

بحمدہٖ تعالیٰ وکرمہٖ

یہ حقائق افروز باطل سوز خورشید ہدایت صحیفۂ بلاغت

مختصر رپورٹ

خطبۂ صدارت

جمہوریۂ اسلامیہ

جو

حضرت حامیِ سنت ناصرِ شریعت سحبانِ ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سُنی کانفرنس

کے بے نظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۲ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء دو ہزار مشائخ وعلماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا تحسین ومرحبا ونعرہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ اور تکرار کی استدعائیں کی گئیں، اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سُنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین احمد صاحب اہل سنت برقی پریس مرادآباد میں چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو رب العٰلمین الرحمٰن علی عبادہ الرحیم علی کافۃ المؤمنین خالق السمٰوٰت والارضین مالک یوم الدین اللّٰھم نحن نومن بک ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم طریق اھل السنۃ والجماعۃ والحق و الیقین صراط الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء و الصالحین غیر المغضوب علیھم من الیھود والمشرکین ولا الضالین من النصارٰی واھل الضلال والمرتدین اٰمین اٰمین یا غیاث المستغیثین ویا اکرم الاکرمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من ارسل الی کافۃ الخلق بشیرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا اتانا بالشرع المبین القراٰن الحکیم المتین وبالبینٰت والھدٰی فاظھر الغیوب ونور الافئدۃ والقلوب تنویرا الا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وصحبہ وسلّم حبل اللہ وعروتہ الوثقٰی ونعمتہ الکبرٰی جعلہ اللہ تعالٰی للخلائق اجمعین ظھیرا من اعتصم بہ فقد نجی ومن خالف فقد غوٰی فلم یجد احدًا ولیا ولا نصیرا وعلی اٰلہ واصحابہ واتباعہ واولیاء ملتہ وعلماء امتہ وشھداء محبتہ صلاۃً وسلامًا ابدًا بادھر یا کثیرًا کثیرا۔ اما بعد

مشائخ کرام علمائے اعلام اعیان اسلام و برادران اہل سنت وجماعت میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس دو بارہ کر بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلس استقبالیہ کی صدارت کی خدمت

کے لیے میرا انتخاب قابل شکوہ ہے یا لائق تشکر ہے اس کو اراکین مجلس ہی جانیں میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں ایک فریادی کو ہزاروں اصحاب عدل و داد میسر آگئے ہیں مجھے یاد ہے کہ ۳۰-۲۹-۲۸-۲۷ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا اور ملک وملت کے حقیقی رہنماؤں کا جمگھٹا تھا اور بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ حضرت بابرکت شیخ الامام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور نور ہدایت رکھتا ہے جو اس وقت اس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشینگوئیوں کو ہماری بد قسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالم ربانی و عارف باللہ کے نور فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا جس کو یاد کرکے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی مدت کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنان نظام اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے ہوتے تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے اور درندگان زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے آئیے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روح حضرت حجۃ الاسلام کو ہدیہ کریں اور ان تمام اعیان اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس دوران گم کر چکے ہیں۔

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہار مدعا سے پہلے کوئی تمہید عرض کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں اب تو یہی ہمارے لیل و نہار کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور یہ زمانے نئے مظالم اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور رات نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گہوارہ ماتب مسلمانوں کی بے نظمی اور سنیوں کی بے کسی اور اعدا کی تیاریاں دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والو

کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں اور سب سے بڑھ کر ضمیر فروشوں کی غداریاں
اور مسلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو ہم آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں یہی ہمارے اظہار
مدعا کی تمہید ہیں اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر اس لئے
گوارا کی جائے کہ الفاظ کی الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام اور اے ہمارے علمائے اعلام، زبان شکر لا انام ہم نے آپ
کو زحمت دی اور آپ نے آج کل کے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا اپنا قیمتی وقت
عطا فرما کر ہمیں نوازا، آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی
کی آس بخشی، آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو سجدے کیے کہ اس نے ہم دردمندوں
پر رحم فرمایا اور ہمارے سچے رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر لا کر چھا دیا
اب ہم اس عہد کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو اپنی اولاد کو اپنے مال کو اپنی عزت کو
آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں کہ آپ کے معبود برحق کے پجاریوں وہ معبود جس کو ہر
سانس میں آپ نے یاد رکھا اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی، آپ کے رسول
پاک کے نام لیواؤں وہ رسول پاک جس کے ناموس و وقار کا پرچم ہاتھوں میں اور جس کے
شہود و نمود کے جلوے آنکھوں میں اور جس کے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں
آپ نے جمائے اس کے کلمے پڑھنے والے پھولوں کو اعدا نے خار بنا لیا ہے، رسول پاک
کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں گرگ لگے ہیں، دولت پرور کے اقتدار پر ہم ہماری ایمان و
اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، ان کی تنظیم میں انتشار و تفریق کی سازشیں ایک مسلم قوم پر
ساری دنیا ظلم و تعدی کے لیے اتر آئی ہے اور ہمارے پاس اب اس کے سوا کوئی چارۂ کار
نہیں رہا کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور ان کے دامنوں میں پناہ لیں

جن کو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لیے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل
صحیح طور پر تو مظلوموں کی شرح تھے ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا
کہ دعوت دی گئی اور اس شرط سے کہ ہم آپ کو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکیں گے۔ خیمہ گاہ و درختوں
کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے۔ جس دن محکمہ راشن نے ہم کو راشن دینے سے انکار
کر دیا اور ہم کو اعلان کر دینا پڑا کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے۔ آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے
تو ہماری حالت عجیب تھی، آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا جہاں ہم مجرم کی طرح
شرمندہ سر نیچا کیے کھڑے تھے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم آپ کو کیا منہ دکھائیں۔
بنارس کا ایک ایک سنی ایسا ہو گیا کہ گویا جسم میں جان نہیں، گھر کا اپنا کھانا پینا بھول گیا
اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی اور بیساختہ
آہ کی طرح سر اٹھا زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آ گیا، آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں
تکنے لگیں، عالم تصور کعبہ لے گیا طیبہ لے گیا، بغداد پہنچے، اجمیر گئے، سامنے آزمائش و ابتلا
کی زمین آ گئی اور کرب و بلا کا خطہ آنکھوں میں سما گیا اور جیسے کسی نے کہہ دیا کہ یہ تو میدان کربلا
ہے تیرہ سو برس زیادہ پیچھے ہو گیا کہ دانہ پانی بند کر کے دنیا نے اہل حق کو اعلان حق سے روکنے
میں کامیابی حاصل نہ کی، حسین کی قربانیوں نے دل تھام لیا، کربلا کے بے آب و دانہ شہیدوں
نے جرأت قلب عطا فرمایا اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا کہ حق پرست اور مقدس
صابرین ہماری بیکسی و ناداری پر رحم فرمائیں گے اور ہماری آہ سے ضرور تڑپیں گے اور ہماری رہنمائی
کے لیے ہمارے رہنما بلا شرط آ جائیں گے، ہمارا یہ احساس جاں بخش ہوا، یقیناً یہ غیبی آواز تھی
چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں اور اے دنیا بھر کے دیکھنے والو دیکھ لو کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد
پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آ گئے اور بلا شرط آ گئے اور بیشمار آ گئے۔ ہمارے اجلاس کے

بےنظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی ہے جس کو آج تک ہندوستان
نے کبھی نہیں دیکھا اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہیگا۔

نے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے
فرواد کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی
جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بنارس ہندوستان کا مشرق واقع
ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنے والوں کے لیے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے۔

لیکن اب آپ بنارس آ چکے اور پچھم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ
شہر جونپور جو سلاطین شرقیہ کا دار السلطنت رہا ہے۔ اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبرپور،
شاہ گنج، ظفرآباد، جلال گنج، خالص پور راستہ میں پڑتے ہونگے۔ پورب سے آنے والوں نے
بنارس کو پہونچنے سے پہلے مغلسرائے یا مئو گھوسی سے نکلتے ہوئے یا یوسف پور، غازی پور، سید پور ہو کر، دکھن میں الٰہ آباد، مرزاپور
سے گذرے ہونگے۔ بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس
مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا چاہیے جو ان
کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ
ہے اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے۔ دہلی کی طرح یہ بھی
وہ شہر ہے جہاں اب تک شاہانِ مغلیہ کی نسل آباد ہے۔ ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا
جہانگیر بخت لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ
بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہیداں نہ ہو۔ شہر سے جس طرف نکل جائیے کوئی نہ کوئی مسلم
الثبوت عارف باللہ آسودۂ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیاء گھر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حاشیہ
متن کی اہمیت کو بڑھاتا ہے اور اس کی گتھیوں کو سلجھاتا ہے یہی آثار صنادید ہیں جو اس شہر

[illegible]

کی دینی و سیاسی اہمیت کی معتبر اور مفصل تاریخ ہیں اور اسی روشن ماضی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر
برطانوی اعلان و اصطلاح میں تقریباً ایک لاکھ مدعیانِ اسلام پر مشتمل ہے جو عموماً تجارتی و صنعتی
دنیا کے ماہر ہیں اور جن میں اہل سنت و جماعت کی تعدادی برتری بہ تناسب نوے فیصدی کی ہے
ایک ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں سلاسل اربعہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ
سہروردیہ کا فیض علم ہر طرف جاری ہے اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں
زبان زد ہے اور ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم حسن رسائل اور ہمارے برادر طریقت شیخ عبداللہ صاحب [illegible]
ذریعہ اسٹیشن بنارس کینٹ کے بالمقابل ہے جس کی [illegible] اسی شہر میں عربی علوم کے لیے دو مشہور مدرسے
ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے لیے ایک سو سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعۃ الحق
اہل سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں جن میں سے پہلا مدرسہ ہے محترم خادم [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس کے
اصل داعی حاجی جلال الدین صاحب اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن عظیم جناب عبدالحکیم صاحب صدر مدرس کی توجہ و عمل
سے ہیں اور دوسرا مدرسہ ہے آل انڈیا سنی کانفرنس شاخ بنارس مدنپورہ وارڈ کے ناظم حاجی عبدالغفور صاحب کی جانکاہیوں کا ثمرہ
حسنہ ہیں۔ سرآمد شعراء علی حزیں اسی بنارس میں آ کے چپکے تو جانے کا نام نہ لیا جانے کی کوشش کی جانے پر اصرار کیا تو
جواب دیتے کہ از بنارس نروم۔ پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد[illegible] صاحب
رحمۃ اللہ علیہ بنارس آئے تو [illegible] اور بنارس کو وطن بنا لیا حضرت کی شہر میں [illegible] یادگاریں
ہیں جن میں قابل ذکر وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے جو [illegible] کے اندر واقع ہے [illegible] کے چشم و چراغ ہماری
مجلس استقبالیہ کے رکن عظیم حافظ محمد حسن صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر بصیرت کی نظر سے پڑھی
تاریخ ہو تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہو اور ایسا تاریخی شہر جس نے علم و عرفان سیاست و اقتدار ادب تمدن [illegible]
[illegible] ہمیشہ امتیازی رنگ رکھا۔ [illegible] کچھوچھہ شریف بنارس کا مستقل دار الشفا ہے اسی سبب وہ جو ابھی
ساحری نہیں بلکہ سر میں درد ہوا تو تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہونچ گیا

[illegible]

اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہو کہ میرے بنارسی بھائیوں
نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس
کی ترجمانی کر رہا ہوں میں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں
لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری
کسی خطا پر پردہ داری کی گئی تو میں میدان حشر میں دعویدار ہونگا میرے بھائیوں نے مجھ کو
یقین دلا دیا ہے کہ میرے قدم قدم پر لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہیگا
وللہ الحمد۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی سلاطین نے
اولیاء کاملین نے علماء ربانیین نے جو محسوس کی تھی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمانے کے لیے
آپ حضرات کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر ذرا بھی تعجب کیا جائے۔
اے ہمارے بزرگو اور مقدس رہنماؤ ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانے میں اور
سفر کے ناقابل برداشت دور میں ایک بارگی ایک ساتھ ایک میدان میں رونق افروز ہونے
کی زحمت کیوں دی، حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر رہنمائی فرماتے رہے اور ہم آپ حضرات
کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا مدعا حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں
کبھی بخل فرمایا، نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوتی بات یہ ہے کہ ملک
بھر کے اعاظم کو زحمت دینے کی بیباکی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے
حواس گم کر دیئے اور اہل زمانہ کے غیر معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت بڑھ گئی کہ ہم اپنے
ہوش کو درست نہ رکھ سکے۔ حجاز مقدس جو ہم سنیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جس کے
ذرہ ذرہ سے سنیوں کے دینی روایات وابستہ ہیں، اس پر نجدی فتن و زلازل کو مسلط کر دیا

گیا ہے وہ ارض مقدس اب تک ان فتنوں کا آماجگاہ ہے فلسطین کے سنی بھائیوں پر بے
رحم یہودیت ستم آزمائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جا رہی ہے ہمارے جاوا انڈونیشیا کے
کے سنی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے
کہ وہ سنی ہیں اور اپنے مقدس دینی آزادی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں
صرف اہل سنت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا سانڈ چھوڑ دیا گیا ہے، وہابی
کی ٹولیوں کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو ختم کرنے
کیلئے جن دشمنوں کو دامن میں پالا جا رہا ہے ان کا نام بھی سنی رکھا گیا ہے ابن عبدالوہاب کا پرستار اپنے کو سنی کہتا ہے
یزید و ابن سعد کا پجاری اپنے کو سنی کہتا ہے، سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام سنی بورڈ رکھا
جاتا ہے، سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سنیوں کو ان کے وطن سے نکالیں،
سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں، سنیوں کے عقائد پر ڈاکہ ڈالیں، سنیوں کی سیاست
میں روڑا اٹکائیں اور پھر بھی سنی کے سنی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبت عظمیٰ اور قیامت کبریٰ
ہے جس نے سنیوں میں لوٹ مچا رکھی ہے۔ آج کا وہابی کل سنی تھا آج کا قادیانی کل سنی تھا
آج کا خارجی کل سنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے گھر میں آگ لگا دی گئی ہے، اور ایک ایک کا
شکار کھیل کر سنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے اور انہیں یا انہ
اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر لیگ مارکہ لیڈر سنیوں کو آنکھیں دکھانے میں سول
جنگ کی دھمکی دیتے ہیں کس قدر مشہور واقعہ ہے کہ ہندوستان سنی مسلمانوں کا ملک تھا سنیوں
نے ہزاروں برس اس ملک پر حکمرانی کی اور تہذیب کی بنیاد رکھی لیکن اب ان کا وجود دنیا
کی نظر میں ہے نہ دنیا کی نگاہ میں ہم جہانگیر و عالمگیر کے وارث کچھ دور ہے اور برطانوی پالیسی
کی پیداوار تین نمبری ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں امام الہند بننے کی ترکیبیں نکل جاتی ہیں

امیر شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے، ہمارا وہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا ہی مکمل پتہ بتایا تھا کہ ما انا علیہ و اصحابی یعنی اہل سنت وجماعت۔ اُس کا مجرمانہ استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو ہلاک کر دینے پر حلف اُٹھا چکا ہے۔ سنیوں کے پیسے سے مدرسہ چلایا جاتا ہے اور اُس میں ایسے دل و دماغ تیار کیے جا رہے ہیں جو سنیوں کو ستائیں، جمہوریت اسلامیہ سے ٹکر لیں، اسلامی اتحاد میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں، ہمارے سلاطین و امراء و خواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ جمائے دشمنوں کا ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا، ہمارے مجاہدوں کا ہماری خانقاہوں میں رسائی، خانقاہ شکنوں کی ایک بات ہو تو عرض کی جائے

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

غضب یہ ہے کہ یہ سارے منظم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں، آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی اُمت دن دہاڑے لوٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر اُن کے سبوح و قدوس خدا جس کے سرادقات جاہ و جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں اُس کو بالامکان جھوٹا کہا جا رہا ہے۔ سنیوں کو ایذا دینے کے لیے وسعت علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جا رہا ہے، رسول پاک کے علم کو پاگلوں چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم زمانی نبوت کا انکار ہے تو کل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے۔ دین شرک پرست خود ہمارا وہم رہنماؤں کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی قوم فروشی وہ کریں اور سنیوں کو ملت فروش بتائیں۔ نام لیں مدح اہلبیت کا اور تبرا کہیں اصحاب پر۔ دعوت دیں مدح صحابہ کی اور کلام کریں قدح اہل بیت کا۔ یہ تو دین پر یلغار ہی ہے۔ دنیا میں سنی بازار

سے نکالا جا رہا ہے، اُس کو مقروض بنا کر دبایا جا رہا ہے۔ اُس کی وراثت حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو سراسر غلط ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار، ہمارے علماء، ہمارے مشائخ اس ملک کے دینی آسمان کو سنبھالنے والے استنے ہیں کہ آج تک اُن کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سُنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط کہ وہ نہ سُنیں تو پھر سننے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے۔ تو کیا وہ غافل ہیں، یہ بھی غلط ہے جس کی گہری نیند پر غفلت کا گزر نہ ہو سکے وہ بیداری میں کیسے غافل رہیگا تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا، وادی وادی جوئی جوئی، شہر بہ شہر قریہ بقریہ پھرتے رہنا، ہمارے ایمان کو سنوارنا، ہمارے عمل کو سجانا، ہمارے گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا، ہماری تاریخ کو دہرانے کی سعی فرمانا اور ایسے دور میں جب پیری مریدی پر چوٹ کرنا فیشن ہو، دین اور علم دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو، مشائخ کو قوم پر بار گراں کہا جا رہا ہو، علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنا لیا گیا ہو پھر بھی دین کا اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طعن سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو اُن کا منصب ہے، اُن کے آقا کی سلطنت مصطفویہ نے اُن کو جس کرسی پر بٹھا دیا بحمد اللہ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ وہ اُسی میں لگے ہوئے ہیں۔ ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی پھبتی کسی گئی، اُن کو برائی الکبر کا خطبہ کہہ کر ہنسا گیا اور وہ کونسی اذیت ہے جو اُن کو نہ پہنچی، مگر مرحبا اور ہزار مرحبا بیشمار مرحبا ہو اُن کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا اور اپنے پاک مقصد سے کبھی نہ ہٹا اور اپنے مقدس فتویٰ کا ایک حرف کبھی نہ کاٹا اور اپنے علم و عمل کی یکجائی میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز

بازگشت آج یونیورسٹی سے کالج سے اسکول سے کوچہ و بازار سے در و دیوار سے آرہی ہے
اور ہندستان کا کونسا سنی ہے جو نعرۂ پاکستان سے بے خبر ہے دنیا نے بڑی تلاش کے بعد
اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سنیے کہ اس پیغام
کے لیے قدرت نے عہدِ حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا وہ ہماری آل انڈیا
سنی کانفرنس کے ناظمِ اعلیٰ اور ہمارے صدر الافاضل اُستاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات
گرامی ہے اور اُن سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر بانٹنے لگا اس میں ڈاکٹر اقبال
کی شہرت کے گلی، بات دور نکل گئی میں کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پروا نہیں ہیں
پھر کیا بے رحم ہیں؟ توبہ توبہ یہ کہنا تو سفید جھوٹ ہوتا ہے اُن کی راتیں ہمارے لیے آہیں
کھینچیں، اُن کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے اُن کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں
ہماری یاد نہ ہو اُن کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اس میں نہ ہو پھر یہ
اندھیر نگری کیوں ہے۔ یہ ظالموں کی غارتگری اور سنیوں کی بیکسی کیسی ہے میرے خیال
میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا کوئی
نظام نہیں ہے ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی مدد سے
الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں، کہاں
ہیں کتنے ہیں۔ سندھ اہلِ ہند کی نگاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہلِ سندھ کے
خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ
دیکھا نہیں، سندھ سنا نہیں کتنے یوپی والے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، ننگری کو سنا نہیں
آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم
تو دس کروڑ مدعیانِ اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چاٹگام والے

حواشی میں ستر سو علماء اہلِ سنت مدرسین مبلغین مصنفین و اربابِ فتاویٰ ہیں ہمارے سارے
ملک میں صرف علماء کا شمار بیس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔ تو ہم اس قدر متحیر
ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفےٰ علیہ التحیۃ
والثناء کے اس قدر لشکری منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو پھر
کھلے ہند غیر مسلم ہوں یا مسلم نما غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ
ہمارے سامنے آسکے کشتی لڑنا درکنار، ہاتھ ملانے کی جرأت نہیں کر سکتا ساری سازش
تارِ عنکبوت ہو جائے، ساری چیخ پکار مکھی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہم کو جب
یہ محسوس ہوا تو ملک و ملت کی حالت مجموعہ میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نظر
نہ آیا کہ ہم آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھا دیں اور خود وفاداری کا عہد کریں۔ آپ جنوں کی ایک
جماعت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک نظام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں
کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کرم یا نا اتفاقی میں اور ہماری قابلِ رحم حالت ہے جس نے
جرأت دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام
پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان بلکہ ہم جاں بلب ہیں اور آپ مسیحا ہیں آپ
ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری بے چینی سے بے چین نہ ہوں ہم آپ کی خاطر کیا
کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں
ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو پھونس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرانے
کے لیے ہمارے خانۂ دل کی ویرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر
حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

مشائخِ عظام و علمائے اعلام، ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری

پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علما مبلغ عوام مبلغ پیر مبلغ مرید مبلغ سوداگر مبلغ مزدور مبلغ۔ کوئی ہے جو رسول پاک کے دست پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی مثال ہے کہ صحابۂ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سوانح ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا مشن طوہ وجہ والاکان کے سوا میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام و تخیلات میں تبلیغ کی روح کیسے آتی۔ سب کے سب تبلیغ دین کے نام کو اپنی پرائیوٹ جائداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا۔ ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی۔ رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بلغ ما انزل الیک۔ رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ۔

میرا جدِ اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا۔ میرے ہندستان کا بادشاہ چشت میں پیدا ہوا اور اجمیر چلا آیا۔ میر سلطان سمنان چھوڑ کر کچھوچھہ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر میں اپنے سلطان کی سرکار میں عقیدت کا نذرانہ لے کر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اہم بے نظمی کی نذر ہوا۔ عیسائی مشنری ایک نظام کے ماتحت ہے۔ واہمہ پرست مشرکین کا منظم سنگٹھن اور شدھی کی ناپاک تحریک ہے اور آتشی گنگا ایسی بہہ رہی ہے کہ تبلیغ جس کا حصہ ہے اس کا نہ کوئی مرکز ہے نہ انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اس کی شاخیں ہوں ہر ضلع میں اس کا آفس ہو ہر تحصیل میں اس کا نظام ہو ہر ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو تو آپ دیکھ

لیں گے کہ ملک کی مردم شماری میں غلامان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا اضافہ کس تیزی سے ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے۔ زمین کو گہوارۂ امن و امان بنا دے جہاں روح برسرِ عمل ہو اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہی چیز ہو جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور مخصوص شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے تعلیم ہی سے صحیح تدبر اور درست تفکر کی اہلیت ابھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو خود مسخ ہو گئے اور اسلام کو مسخ کرنے کا قصد کر لیا۔ گزشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی ماتی یادگار ہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقے سے آگاہ ہیں، جو پیغمبر اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون کی کوئی حد ہے، کہ شارع کی عظمت کو اس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جا سارے ملک کو تجربہ ہو چکا کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طلبہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات تعبد کو راشٹر ابو کی طرف پھیر لیا۔ مدینہ نے گھر چھوڑا اور دین کا نکار سنئے والے سن رہیں کہ صد الدین نے دین چھوڑا اور باطل بھوڑا اور دشمنان دین ہو رشتہ ہوا۔ اب قرآن شریف اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں سے ہاتھ کھینچنا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے کیسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لرزا ٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت ایسے قومی و دینی جرم کو برداشت کرسکتی ہے کہ ایسی درسگاہ کو مدد دے کر اس کو زندہ رکھا جائے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں، اور ماشاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں، صدہا علماء ہر سال ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں۔ اگر یہ جماعتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بے دینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میسر نہ آتے لوگ اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں، نصاب میں یکسانیت نہیں، طریق تعلیم میں توافق نہیں کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو ہر جگہ ایک نصاب ہو ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے۔ ضلع کا اندر تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے اگر تعلیم سے سراپا اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن و شان ہے

جس کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچائی جائے۔ ائمہ مساجد کا ایک نصاب ہو اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے۔ بالغوں کے لیے شبینہ کلاس کھولے جائیں، آسان زبانوں میں دینی تعلیم کے لیے کتابیں تصنیف ہوں اور تصنیف جمہوریت اسلامیہ کی نگرانی ہو دینی کتاب سنی پیمانہ پر جس پر جمہوریت اسلامیہ کی تصدیق ہو۔ علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کیے جائیں۔ سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو۔ سنی طالب علم سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور ان سے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے جدا اپنوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں جن کا جینا مرنا اللہ کے لیے ہو تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرۂ ہند کی دریائی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ علم درست طور پر آجائے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد کچھ خیالات کچھ اوہام پر اعتکاف کر کے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدان عمل میں کھڑا کر دیتا ہو عقیدۂ توحید سے لے کر معاد کی تمام تفصیلات کو اس لیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو کرکے دکھا دیجئے۔ اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے۔ صاحب تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج، سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنا دیا ہے یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے خدا کی پرستش کو رکوع و سجود میں محدود نہیں کیا

اور مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا، بلکہ اسلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جم کر بیٹھنے کو کھانے پینے کو، اہل وعیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو، صنعت و حرفت کو کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو خلق کی خدمت کو، بزم کو رزم کو سب کو عبادت بنا دیتا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے، اور عبادت صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے ڈنڈوں اور ڈمبلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر موڑ میں اسلام کی بدولت خدا کو ہو جاتا ہے۔ پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے۔ اور مفروضہ تفاوتِ مدارج کو میٹ کر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ فرما کر برتری کا دار عمل صالح پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروگرام کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے ساری دنیا نے دیکھا کہ امیوں کو استاد زمانہ بنانے والا، غیر متمدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا، بکری چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا، بے امنوں کے گہوارہ کو دار الامن کر دینے والا اسلام ہے، مگر صرف اسلام کو گزارہ کر جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ بے عملی قوت پر چھا گئی ہے مسجدیں ویران ہیں۔ ان کے امام بیشتر بے سند ہیں۔ اسلامی کلچر پر تنصریا تہذیب کی لعنت لائی جاتی ہے۔ خانقاہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے۔ ہر ایک نیا نیا لائحہ عمل اپنے ہی سے بنا لیتا ہے۔ قانون ساز کونسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے تو نادانوں کو دیکھو کر جن کے پاس کوئی حتمی قانون نہیں، اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں اب مسلم نشست پر بیٹھنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں کوئی قانون

نہیں کیا مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کر کے خود قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر یہ شگوفہ بھی کیا کھلا ہے۔ یہ شاردا ایکٹ میں قوم مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے اور جہالت کا ہلاکت آفریں کہ بے خبر ہیں اور اپنے کو باخبر سمجھتے ہیں۔ علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں۔ اور پھر علمائے دین کے منہ آتے ہیں۔ یہ طاغوتی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلندیوں تک کیسے پہنچے کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمزور قانون سے جو روزانہ بنا بگاڑا کرتے ہیں پیشہ ورانہ بگاڑ والا دماغ کو انسٹ اور الٰہی قانون تک بار یاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دار التصنیف اپنے ہاتھوں میں لے۔ نکاح و طلاق وراثت اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے۔ غیر شرعی قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے قضایا کے لیے اسلامی دار القضا، کو حکومت سے منوایا جائے اور قانون سازی سے چھٹکارا کر قانون اسلام کی تحفظ ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خانقاہوں کو نشر علم کا ادارہ بنا دیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلوں کو بزم تبلیغ کر دیا جائے۔ اعراس بزرگان دین میں سنی کانفرنس کی روح ڈالی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے، مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے۔ اور مسلمان کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے۔ کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں، بھرے بھرے بازوؤں اور اونچے اونچے سینوں اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے، کراہنے لگے، زنانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آگیا ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو لوٹایا جائے اور سارے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے، یہ کام بہت زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا، اپنا پیسہ

اپنا پلیٹ فارم اور اپنا پروگرام ایسا ہو کہ غریب سنیوں کی بجائے نام کمائی بھی اس کے لیے کافی ہے
سنیوں کے پاس اوقاف اس قدر ہیں جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں بلکہ اسلامی
اصول پر خرچ کیا جائے۔ تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی
تعلیم کے نام پر وقف ہے اور الحادی علم پر خرچ ہو رہا ہے۔ مسجد پر وقف ہے اور سنی وقف بورڈ
کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقاف کے آمد و خرچ پر کنٹرول کر لیا جائے، تو بجٹ میں
بھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے ہمارے
پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ اور جسمانی صحت و تندرستی
کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی خواہ بھی تیراکی شہسواری اور
لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا جس میں ہمارا کوئی ثانی نہ تھا ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔
ہمارے جوان کو جسیم نڈر و صف شکن کہا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی تن آسانی،
کاہلی، چہروں کی بے رونقی۔ اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے تعلیم کو بھی جامہ پہنانے
کے لیے اکھاڑا ایک مستقل ادارہ ہو جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر ان کو ایک نظام میں
بنیان مرصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل لازمی کمزور ہوگی۔ اور
کمزوری وہ بلا ہے جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے
معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی ملت فروشی دینیوں کے
بے قوم کا غدار اور دین کا باغی ہوتا ہے۔ جس کو ہم آپ برابر دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محتاجی چور
کی ماں ہے اور میں کہتا ہوں کہ تندرستی نہ ہونا محتاجی کا باپ ہے اور جب یہ ماں باپ جمع ہو جاتے
ہیں تو بے پناہ بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

اے صدر بزرگوار! احترام و عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت بڑا ہے ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں ہماری
کمزوریاں لا انتہا ہیں۔ اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے بسم اللہ
فرمائیں مبلغین پیدا کریں۔ اور میدان تبلیغ میں بھیج دیں اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں
کی مردم شماری کر لیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا ہو کہ ہر سنی کا نام بقید ولدیت ہو مکمل پتہ ہو عمر پیشہ،
مالی حالت تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں۔ مقدار قرض، ادائگی کے امکانات وہاں کی غیر سنی
آبادی، مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری، تمام تحصیل ضلع حکومت کی مقامی
پالیسی، کوئی مدرسہ ہے یا نہیں۔ اس طرح اندراج ہو کہ وہ فہرست دیکھ کر وہاں کا نقشہ مکمل طور پر آنکھوں
کے سامنے آجائے۔ اسی بنیاد میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی
کیفیت مصارف بھی درج رجسٹر ہو جائیں، تو بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگیگی۔ اور نظام و اجتماع کی روح تیزی سے قوت میں دوڑنے لگی اور دوسری
قومیں جو پچاس برس میں نہ کر سکیں وہ مہینوں میں آپ کر لینگے۔ یہ تو بیمار کو تندرست کرنا ہے
آپ حضرات نے تو مُردوں کو جلایا ہے۔ اپنے اولیاء کی کرامات حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، اپنے علماء
کے منصب نیابت رسول پر ہمارا اطمینان ہے۔ جو آخری چیز آپ کے کچھ ہونے کی تھی وہ بھی
بعونہ تعالیٰ میسر آگئی اب ہماری شفایابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے۔ اب ہم زندگی
کی آس لگائے ہیں حق بجانب ہیں، اب آپ کو پاک نگاہی پاک تدبیر پاک تعلیمات ہم کو پاکستان
عطا کر دیگی۔

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے
اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال روز مرہ بن گیا ہے دروغ
بر پاکستان زندہ باد، نعرہ ہر کی زبان پر ہے پاکستان ہمارا حق ہے، نعروں کی گونج میں پاکستان

ملے کے رہینگے۔ مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے
اس لفظ میں پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر گیگی بھی بولتا ہے اور
ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور یہ لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی مختلف
ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونینسٹ کا پاکستان وہ ہوگا
جس کی مشرقی سرحد جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری
قوموں کو بھی شکایت ہے کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ الٹے پلٹے ایک دوسرے
سے الٹے بتائے۔ مگر صحیح یہ ہے تو لیگ کا اپنی کمانڈ اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے
اس پیغام کو قبول کیا اور جو یقین پر اس سلسلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں، وہ صرف اسی قدر سے
کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان
و مال عزت آبرو کو حسب حکم شرع امن دیا جائے، ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے، وہ
جانیں ان کا دھرم جانے۔ ان کو فاتموا الیہم عہدھم سنا دیا جائے اور بعد جنگ جدال کے
صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے، ہر انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کے
اس سمجھی ہوئی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنی قبول نہیں کریگا۔
ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں، نہ اخبارات کے طولانی ایڈیٹوریل دیکھے
ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے لکچر سنے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد
ہے وہ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور
اساسی کا کیا سوال ہے، اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی بھی ہے، وہی تجاویز
مستقلہ بھی ہیں۔ لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جس کو سوچ سمجھ کر اور ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے
بلکہ لیگ کے جذبات کی محض ترجمان جس کو وہ ہر حرف سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ غرضیکہ تو لیگی زبان

میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ہی خود مختار آزاد حکومت ہو جس
میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر
یوں کہیے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو تو اسی وقت ساری دنیا پاکستان ہو جائے لیکن
اگر عالم اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ حصہ تھوڑا تھوڑا ایک پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے
کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ
عالم اسباب میں حکمت تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان
کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ [illegible]
کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں کفر کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے۔ بلکہ
عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور مصلحتیں واعدوا
لھم ما استطعتم کی تعمیل میں ہوتے ہیں اور بعد استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں۔ آل انڈیا سنی
کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ روز
حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائینگے۔ پاکستان میں اس مجرم کو دیکھا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو
سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ حال میں وزارتی مشن کے سامنے سنا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان
کا نعرہ لگا رہے ہیں، لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض
نہیں۔ کیا عجب ہے کہ وہ گرگٹ کے پاجامے پہننے والوں کے لیے لنگوٹیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ ولا
حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرات سطور بالا میں مسلم لیگ کا نام آگیا ہے۔ اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کے بالکل
خلاف ایک نظام ہے، یہی حقیقت بھی ہے مسلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے

اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا پروگرام وہی ہے پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسجدوں سنی اماموں، سنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلاد اور مذہبی تصنیف کتابوں سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہے، پاکستان کا حق ملا تو مسلم لیگ کو نہیں ملیگا بلکہ تمام مسلمانوں کو ملیگا اور ان میں غلبہ بدمذہب مسلمانوں ہی سنیوں کا ہے تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملیگا۔

سنی کیسا پاکستان بنائینگے، اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے دور فاروقی کی سیر کرلی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کرلیا جائے اسی قسم کا پاکستان بنائینگے، اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا، اپنے دین کی حفاظت کرنے کا، اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے تو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے، ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے۔ اور اب بتانے کے سو اخطروں سے الگ ہونا چاہتا ہے اور وہ کونسلی حکومت ہندوستان کو دے دانا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور وہ بلا شرکت غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مانا کہ اس کا جواب یہی رہ گیا ہے کہ قانون جس کو مسلمان کہہ دے اس کو یکجا کرکے اکثریت کے رام راج والے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے اور یہ بھی مانا کہ مسلم لیگ کے سوا عہد حاضر کی چالبازیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی، ہم نے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیے کہ اس کا جو قدم سنیوں کے کھیچے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا۔ اور اس کے جس پیغام میں اسلام و سلمین کا نفع ہوگا آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید اسی کو بے دریغ حاصل ہوگی

اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑیگی اور ضرور کرنی پڑیگی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہے اور کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی تو ہمیں ڈیفنس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہماری لیگی ہو جانا ہے تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابل مضحکہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا یہی علماء حق وہ نہ کسی مغرور کے دبائے دبتے ہیں نہ کسی شکل و رنگ سے الجھتے ہیں نہ کسی ہذیان بے لگام کو پرکاہ برابر سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اور گویں حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے بیماروں کو شفا بخشنے والے حکما! اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کردیں اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کردیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا، آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی حذاقت سے ہم کو جانب بیان ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے نسخہ جو لکھنا ہو لکھیے اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا دوا کیجیے غوث کے نام کی بھیک دیجیے خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

اے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ رسمی طور پر یہ کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگذاشتوں کو معاف کیجیے، وہ کہ جو کچھ تو خدمت کہے ہم نے تو آپ کا اس شرم پر رحمت دی کا پیارا آپ کے ساتھ لائیے ہم ایک تو ابھی نہیں دے سکتے ایک مرتبہ سنی کانفرنس میدان کربلا میں تا قائم ہوئی تھی کہ ضرورت ہے جگ شرم سے پانی پانی ہو آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ حیف آپ آب ہیں ہم شرم سے آپ کے سامنے اپنے سر کو جھکاتے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپکا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلس استقبالیہ کے مخلص درویشوں کے لیے درخواست دعا کے ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپکے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر کرم کی بصد ادب درخواست ہے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی گدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی (صدر مجلس استقبالیہ) آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

۲۰ اپریل ۱۹۴۶ء

مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

جمہوریت اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کے

عہدیداران واراکین

(۱) حامی ملت اہل سنت ... حضرت مولانا صاحب شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی ... صدر آل انڈیا سنی کانفرنس

(۲) عالی جناب مرزا محمد ... صاحب رئیس اعظم	نائب صدر
(۳) عالی جناب حاجی جلال الدین صاحب رئیس اعظم	خازن
(۴) عالیجناب ماسٹر ... صاحب کنٹرولنگ ... اسٹیشن بنارس کینٹ	ناظم رسل و رسائل
(۵) عالیجناب شمس الدین صاحب تاجر پارچہ بنارس	ناظم مالیات
(۶) عالیجناب خواجہ عبد الحبیب صاحب	ناظم اسٹیج
(۷) عالیجناب داروغہ شبحان علی صاحب	ناظم قیام گاہ
(۸) عالیجناب مسٹر لاڈلے صاحب	امیر العسکر
(۹) عالیجناب نذیر الدین صاحب سوداگر پارچہ بنارس	نائب ناظم مالیات
(۱۰) عالیجناب عبد القیوم صاحب تاجر پارچہ بنارس	رکن اعظم
(۱۱) عالیجناب حافظ محمد اسحاق صاحب	رکن اعظم
(۱۲) عالیجناب عبد العزیز صاحب	ناظم مطبخ
(۱۳) عالیجناب مولوی سلیم اللہ صاحب	رکن
(۱۴) عالیجناب منظور احمد خاں صاحب	رکن
(۱۵) عالیجناب عبد الغفور صاحب	رکن
(۱۶) عالیجناب مرزا اعظم بخت صاحب	رکن

یہ ہیں وہ چند حضرات جنہوں نے بنارس میں وہ کر دکھایا کہ سارا ہندوستان حیرت میں پڑ گیا۔ ... عن ... اہل السنۃ والجماعۃ احسن الجزاء آمین آمین آمین ... سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزارہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۲ بجے شام اندرون باغ فاطمان ہوا

تلاوت قرآن مجید بعد ازاں سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصال ثواب۔

مجلس دوم ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان

بعد تلاوت قرآن پاک و ایصال ثواب حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

تعلیم

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام صوبجاتی سنی کانفرنسیں اپنی ماتحت کانفرنسوں کو آمادہ کریں کہ ہر مقام کی سنی کانفرنس کے اراکین کی ایک جماعت اور جہاں سنی کانفرنسیں قائم نہ ہوئی ہوں وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر شخص کی رہنمائی میں ابتدائی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں۔ اور ہر ہر گھر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی نگرانی رکھیں۔ ابتدائی تعلیم سے مراد حرف شناسی سکھانا۔ عبارت خوانی بتانا اور ابتدا ہی سے ایمانیات ضبط کرانا، اوامر و نواہی کی ترغیب و ترہیب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشہور انبیاء کے مختصر معجزات اور حالات سے باخبر کرنا یہ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے۔

(۲) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس صوبائی کانفرنسوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی نگرانیوں میں متذکرہ بالا اصول کے مد نظر ابتدائی تعلیم کا انتظام کریں، اور اسکی جس قدر درس گاہیں ممکن ہو سکیں جاری کریں۔

(۳) کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے ہر بچہ کو حسب ضرورت اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے

تاکہ وہ اردو اور فارسی کتابوں کو دیکھ کر مطلب حل کر سکے، اور جو علوم کی کتابیں اردو فارسی زبان میں ہیں ان سے فائدہ حاصل کرے۔

(۴) :- عربی تعلیم کے لیے تین نصاب مقرر کیے جائیں، ایک ان لوگوں کیلئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لیے دے سکتے ہیں، ایک ان کے لیے جو علوم و فنون میں تکمیل چاہتے ہیں، اور ایک متوسطین کے لیے۔

(۵) :- اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لیے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں، اور ان کو غور و خوض کیلئے کافی وقت دیا جائے۔ اس نصاب ساز جماعت کی حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:-

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جاتا ہے کہ ہر صوبہ سے قابل ترین اشخاص کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

(۶) :- یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری حقوق بہم پہنچائے، تاکہ مدارس دینیہ اہلسنت میں باہم ربط پیدا ہو اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔

(۷) :- آئمہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۸) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اہلسنت میں حتی الوسع شعبہ طب بالخصوص اور بالعموم اور دیگر حصول معاش کے اضافہ کی سعی کی جائے۔

(۹) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا دار التصنیف کھولا جائے جو ہر قسم کی

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ قاسم خان حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱) :- آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:-

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخش مصطفےٰ علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳) :- یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید ناموں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لیے جائیں۔

فلسطین

(۴) آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مجاہدینِ فلسطین کے اس مطالبہ کی پُر زور تائید کرتا ہے کہ ارضِ مقدس فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کر دیا جائے کیونکہ یہودیوں نے فلسطین کی تمام اراضیات پر اپنا قبضہ کر کے عربوں کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۵) :- یہ اجلاس حکومتِ برطانیہ اور قوتِ متحدہ امریکہ سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فلسطین سے یہودیوں کو خارج کر دیا جائے، اور مزید داخلہ کو روک دیا جائے۔

(۶) :- طے پایا کہ تجویز کی نقل فلسطین اور عربی اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔

خانقاہیں

(۷) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام کی خانقاہوں کو حضرات صوفیائے عظام کے قدیم طریقۂ رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔

(۸) :- اعراس مبارک کے مواقع پر ایک انتظام نامہ تیار کیا جائے کہ جو زائرین کے قلوب میں ایک علمی ولولۂ دین و طریقت پیدا کرے، اور اس انتظام کے کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکزی دفتر کی جانب سے تمام خوانوادہ ہائے طریقت سے مراسلت کی جائے، اور عہدیداران کانفرنس اعراس کے مواقع پر خود شرکت کر کے اس انتظام نامہ کی دعوت دیں۔

مرکزی دار الافتاء

(۹) :- آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ بریلی شریف میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے آستانہ پر حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے زیرِ قیادت ایک مرکزی دار الافتاء کا انتظام کیا جائے جس میں کم از کم چار جید عالموں کی خدمات حاصل کی جائیں، اور فقیہِ اعظم صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم اسکی سرپرستی و نگرانی فرمائیں۔

(۱۰) :- ملک کے کسی مقام پر جس کسی فتوے میں تردد یا اختلاف پیش آئے، آخری حکم معلوم کرنے کے لیے اس دار الافتاء میں بھیجا جائے۔ دینی و مذہبی رسائل چھپنے سے قبل یہاں بھیجکر

تصدیق و تصحیح بھی کرائی جا سکتی ہے اسطرح مذہبی نظام انتشار و اختلاف سے محفوظ رہیگا۔

(۱۱) :- اس دار الافتاء کے مصارف کے لیے اسلامی ریاستوں سے اور اہلِ ثروت مسلمانوں سے امدادیں طلب کی جائیں۔

(۱۲) :- اسلامی مدارس اس دار الافتاء کیلئے حسبِ حیثیت امدادیں مقرر کریں۔

(۱۳) :- خانقاہوں کے اوقاف سے امدادیں مقرر کرائی جائیں۔

محرک :- حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی معتمد اعلیٰ سنّی کانفرنس ضلع مراد آباد

اصلاحِ اعمال

(۱۴) یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں اور تمام منہیات و محرمات شرعیہ سے پرہیز کریں، شادی بیاہ کی بیجا رسوم ممنوعہ کو ترک کریں، شراب نوشی، قمار بازی اور دوسرے خرافات سے محترز رہیں۔

(۱۵) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ ہر سنّی کانفرنس کے ماتحت رضاکاران کی جماعتیں منظم کی جائیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے، بالعموم اور ترغیبِ نماز کی خدمت خاص طور پر تمام کیساتھ انجام دیں۔

تعطیلِ جمعہ برائے نماز

(۱۶) دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفاترِ حکومت اور کچہریوں میں مسلمان ملازمین کیلئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا انتظام نہیں کیا جاتا، یہ اجلاس حکومتِ برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو نمازِ جمعہ کی چھٹی دیجائے۔

طباعتِ رپورٹ و خطبہ استقبالیہ

(۱۷) آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی رپورٹ کو مرتب کر کے جلد شائع کیا جائے۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں نشر کیا جائے اسیطرح مجلس جمعیت استقبالیہ کے خطبہ کو طبع کرا کر شائع کیا جائے۔

سنّی کانفرنسوں کا انعقاد

(۱۸) آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام صوبجاتی اضلاع

اہل سنت کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں سنی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔

دار المبلغین

(۱۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دار المبلغین قائم کیا جائے، جس میں ایک واعظین و مبلغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں، اس دار المبلغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فارسی جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مباحثہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جا سکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں اور ان کا نصاب کی تعلیم مکمل کر کے مغربی طبقات میں با آسانی تبلیغ کر سکیں۔ اس دار المبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت علامہ مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی۔ حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔

(۲۰) مولانا عبد الحامد صاحب قادری اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دار المبلغین کا مرکز بدایوں ہو

(۲۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء کے لیے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے

جلسہ چہارم ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ خان سامان

حسب ذیل تجاویز بالاتفاق آراء منظور ہوئیں

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی طباعت و تجارت

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کیلئے قرآن کریم کی طباعت و اشاعت ممنوع قرار دے، کیونکہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں جا کر قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے جسے مسلمان کسی وقت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

سنی کانفرنسہائے صوبجات ہند

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات علماء و مشائخ کرام جلد از جلد اپنے حلقہ جات میں صوبہ وار اور ضلع وار سنی کانفرنسوں کی

تشکیل و قیام کا کام جلد شروع کر دیں اور جو تجاویز کانفرنس منظور کر رہی ہے ان پر عمل کرانے کے لیے سنی کانفرنس کی شاخیں عمل پیرا ہوں۔

محافل میلاد مبارک

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ محافل میلاد مبارک کی توسیع شروع کی جائے، اور ان کے لیے بہترین انتظام کیا جائے تاکہ وہ اصلاح اعمال و اخلاق کے لیے مفید تر ہو جائیں۔

اصلاح ادارہ جات

(۴) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ یتیم خانوں، شفاخانوں اور مسافر خانوں و جیل خانوں کی نگرانی کے ضروری انتظامات کیے جائیں، تاکہ جو حضرات ان اداروں سے ہوتے رہتے ہیں ان سے یتیموں، بیماروں، قیدیوں کو محفوظ رکھا جا سکے، اور جیل خانوں میں قیدیوں کے اندر اصلاح اعمال کی تبلیغ کی جائے۔

حج

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ سفر حج مبارک کیلئے جہازوں کی معتد بہ تعداد کا جلد انتظام کرے اور جہازوں کے اندر حاجیوں کی سہولت کے معقول انتظام کرے۔

حکومت سعودیہ کا مکروہ طرز عمل

(۶) یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے اس مکروہ طرز عمل پر کہ وہ حجاز مقدس کے اندر حاضر ہونے والے ان زائرین اور حجاج کو جو اعتقاداً نجدیوں کے ہم مشرب نہیں ہیں اعتقادی امور کی ادائیگی سے روکے ہے۔ نیز اس رویہ پر کہ حکومت نجدیہ کی طرف سے کھلے بندوں قریباً نجدی عقائد نہ رکھنے والوں کو کن الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، —— سختی سے احتجاج کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ حرمین الطیبین سے دنیائے اسلام کا جو تعلق ہے اس لحاظ سے حکومت نجدیہ کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنے مخالف عقائد رکھنے والوں کے ساتھ مذکورہ بالا طرز عمل اختیار کرے۔

(۷) یہ اجلاس بعض مطوفین کے طرز عمل، اس ناجائز و ناواجب ٹیکس کے خلاف پر زور

احتجاج کرتا ہے، جو ادائے فریضۂ حج و زیارت پر حکومت نجدیہ کی طرف سے بجبر وصول کیا جاتا ہے اور نہ دینے کی شکل میں حج سے روکا جاتا ہے، جس کی مقدار سال گزشتہ تقریباً ایک ہزار روپیہ فی کس تھی۔

(۸) :- اس تجویز کی نقل حکومت نجدیہ کو بھی بھیجدی جائے۔

محرک :- مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

جسمانی ورزش

(۹) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کیلئے ضروری ہے کہ جلد از جلد اپنی جسمانی حالت کو درست کریں، اور فنون قدیمہ کسرت، بنوٹ، ورزش، تیر اندازی، شمشیر زنی وغیرہ جیسے مبارک فنون کو فروغ دیں تاکہ انکی صحت جسمانی ترقی کر سکے۔

(۱۰) :- یہ اجلاس تمام مالدار مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے اپنے حلقوں میں ان مبارک فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ہر ممکن سعی شروع کریں، نیز اجلاس تمام مدارس عربیہ کے نظماء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر مدرسہ کے اندر طلبہ کو فنون شریفہ کے سکھانے کا انتظام کیا جائے۔

دار القضاء کا مطالبہ

(۱۱) یہ اجلاس حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ جو مقدمات قانون شریعت کے مطابق فیصل کئے جاتے ہیں جیسے کہ نکاح، طلاق، مہر، نفقۂ زوجہ کو حاصل کرتا ہے، وقف و میراث وغیرہ انکے لئے اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں، تاکہ ہمارے ناموس و عزت اور دین کا پورا تحفظ ہو سکے۔ ان عدالتوں کیلئے ججز علماء دین ہی مقرر کئے جائیں، اور وکالت بھی علماء ہی کریں۔

نکاح

(۱۲) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز کرتا ہے جو نکاح کے بعد بکثرت وقوع مشکلات کے سد باب کے لئے ایسے کابین نامے ترتیب و تجویز کرے جس کی رو سے عورت عند الضرورت خلاصی حاصل کر سکے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء ظفر الدین صاحب بہار شریف۔ حضرت شیر بنگال مولانا عزیز الحق صاحب۔ حضرت مولانا مفتی

عبد اللطیف صاحب بدایونی حیدر آباد۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی بمبئی۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری بدایوں۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب اجمیر شریف۔ حضرت مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی بہاولپور۔ حضرت مولانا عبد الباقی صاحب بہایوں ضلع سنگھر (سندھ)۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب وزیر خانپوری۔ حضرت مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز خاں صاحب کاٹھیاواڑ۔ حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب فتحپوری دہلی۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ صاحب آگرہ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اڑیسہ۔ حضرت مولانا اوصی احمد صاحب سہسرام۔ حضرت مولانا مولوی مفتی عبد الرشید خاں صاحب نعیمی ناگپور۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی گجرات۔

یہ حضرات کرام و دیگر مفتیان عظام سے بھی مشورہ و استصواب فرمائیں۔

(۱۳) :- آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس نکاح خواں حضرات کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ انکی ضروری تعلیم اور معلومات کا فوری انتظام کیا جائے، اور ایک ایسی کتاب تیار کرائی جائے جس سے قلیل عرصہ کی محنت میں مسائل نکاح سے باخبر ہو کر اس سنت کی انجام دہی کا کام کر سکیں۔ ایسی کتاب کا مطالعہ جدید نکاح خوانوں کے لئے لازم کر دیا جائے، اور جس وقت وہ مسائل نکاح محفوظ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کریں، سند نکاح خوانی دیجائے۔

جمعیت آئین ساز

(۱۴) چونکہ سنی کانفرنس ابتدائی دور سے ترقی کر کے کافی وسعت اختیار کر چکی ہے، اسلئے اسکے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور کرنے کیلئے ایک مجلس ترتیب دیجائے کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو۔ اس آئین کی نقلیں جملہ ارکان کے پاس بھیجدی جائیں، جب وہ اس پر کافی غور کر لیں اسوقت مجلس منعقد کر کے منظور کی جائے، جب سالانہ جلسہ ہو اسوقت تک اس آئین منظور کردہ جمعیت عاملہ پر عمل ہوگا۔

(ارکان) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف۔ حضرت صدر الافاضل صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب۔ حضرت ملک العلماء صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند صاحب۔ حضرت مولانا ابو البرکات

حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

اظہار تہنیت

(۱۸) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس، حضرت شیخ طریقت مولانا سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند، و حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت کی ان مساعی جمیلہ پر جو سنی کانفرنس کیلئے فرمائی ہیں انتہائی خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ سنی کانفرنس آج جس بلند معیار پر پہنچ رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے اور آئندہ بھی کانفرنس کو ان کی رہنمائی و مساعی سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

مجلس پنجم ۳۰ اپریل ۴۶ء بوقت ۵ تا ۸ بجے شام اندرون باغ فاطمان!

حسب ذیل تجویز بالاتفاق منظور ہوئی

انتخاب عہدیداران

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ آئندہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے صدر حامی سنت ماحی بدعت رأس المحدثین رئیس المتکلمین فرزند رسول ﷺ حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ قرار دیئے جائیں۔ اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ مرادآبادی بدستور رہیں۔ اور ناظم نشر و اشاعت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی مقرر ہوں۔

محرک: مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

مکتوب محدث بنام پیر مانکی شریف

الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ
آل انڈیا سنی کانفرنس
مرادآباد

حضرت با برکت دامت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستان کانفرنس بنارس کا دعوت نامہ حضرت آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں [illegible]

حضرت شریف لائیں [illegible] حضرت صدر الافاضل نعیم الملۃ والدین دامت برکاتہم [illegible]

[illegible]

فقیر اشرفی [illegible] سید محمد جیلانی
ابو المحامد سید محمد صدر [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس

تاثرات دل نشیں

جشن شاہی یادربار اہل سنت بنارس
۱۹۴۶ء

از حضرت محترم المقام ضیاء الملت جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی

ذیل میں ان قطعات و منظومات کو حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کرام کرتے ہیں جنہوں نے اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے حاضرین میں شاعر و ترجمان اہل سنت کی لسان درفشاں سے ایک ولولہ اور ذوق روحانی پیدا کر دیا تھا حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا کلام وہ کلام ہوتا ہے جس میں ادبی لطافتوں اور علمی نکات کے ساتھ ساتھ ملت حنیفہ کی سچی محبت اور دل میں گھر کر نیوالے جذبات ہوتے ہیں مولیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ شاعر اہل سنت کا سایہ تادیر اہل سنت پر دراز فرمائے اور ہمیں موقع ملے کہ ہم تادیر آپ کی علمی و فنی قابلیتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں۔ آمین ۔ (مدیر)

قطعات

مرکز رشد و ہدایت ہے بنارس آج کل — جلوہ گاہ اہل سنت ہے بنارس آج کل
اللہ اللہ اجتماع سنیان ارض ہند — مسکن خاصان امت ہے بنارس آج کل

دیگر

احباب با صفا کے ضیاء بس میں آ گئے — ہم بھی اس اجتماع خدارس میں آ گئے
اللہ رے یہ جذبۂ اسلام کی کشش — ارض وطن سے کھنچ کے بنارس میں آ گئے

مدن پورہ کی لنگر گاہ !!

ہیں اچھے لوگوں میں کچھ اس لئے ہم — مذاق نغمہ ہے بیکس ہیں بے ...
ضیاء کو لطف ملت جو لنگر کرتا ہے — ... بول رہے ہیں مدن پورے ...

راج نگر اسٹیٹ کا جلسہ

انوار حقیقت ہیں نہاں قلب و جگر میں — ہے تابش قندیل حرم جذب نظر میں
دل کش ہیں صنم خانۂ کاشی کی فضائیں — لیتا ہے ضیاء نام خدا رام نگر میں

گنگا کا عارضی ساحل اور آندھی

ضعیفی نا توانی رعشہ و در اختلاج دل — اندھیری رات آندھی تیز خوف دوری منزل
مسافر پا شکستہ چل بسے ہیں ساحل — شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

دیگر

پرستاران باطل کھاتے ہیں جس شہر کی قسمیں — ہمیں اس کی غرض کیا ہم ایسی صنم خانہ کی کیا پرواہ
نظر کاشی میں آئیں کاش جلوے کعبے والے کے — ہمیں لے کے ضیاء یہ شوق لایا ہے بنارس میں

دیگر

چمن میں ہے کہیں سحر و ... گل آئی ہیں — نشیمن پر کہیں بادل ہیں گرد و برق پاشی ہیں
مگر شمع حرم کی ضو فشانی نے تعالی اللہ — ضیاء اپنے خدا کا لے رہا ہے نام کاشی میں

دیگر

رحمت کے نمایاں ہیں آثار بنارس میں — چھائے ہیں مدینے کے انوار بنارس میں
خیر و برکت یہ سب عشاق نبی کی ہے — سنی علما کا ہے دربار بنارس میں

منظر دربار

سر مسند یہ وہ خاصان حق ہیں انجمن آرا — زیارت جن کے چہروں کی گناہوں کا ہے کفارہ
زہے یہ اجتماع اہل حق یہ جشن شاہانہ — سواد اعظم اسلام کا ہے عام نظارہ

باغ فاطمان

کیسے پسند ہوا کے مختصر مکان کی سیر — جنوں میں کرتے ہیں دیوانے دو جہاں کی سیر
خدا کی شان بنارس کے گرم موسم میں — ضیاء نصیب ہوئی باغ فاطمان کی سیر

دربار اہل سنت

عیاں الحمد للہ شان توحید و رسالت ہے — کہ جشن عظیم الشان بزم اہل سنت ہے
زباں پر نعرۂ نعت شہنشاہ رسالت ہے — فرشتے وجد کرتے ہیں درود و ... کرتے ہیں

ہوالمبین
رجسٹرڈ حرف ے نمبر ۱۵

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
بفضل حضرت ... محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

ہوالقادر
ناشر ... دبدبہ سکندری رامپور

نواب ... علی خان بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری
رامپور

سنہ ۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے
سنہ ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

نمبر ۲۵ / ۲۶ | ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۵ء یوم مبارک دوشنبہ | جلد ۸۳

ترانۂ پاکستان

فرمودہ حضرت جہان استاد علامہ عیش مظلا فیروزی

سرتا بقدم قرآنی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے پاک ہمارا وطن ۔ ہے پاک ہمارا ...
ہر ایک ... ہمارا ۔ ... ہے یہ آئینہ
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
اسلام ہمارا دین ۔ ... ہماری منزل
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
ملت کی تو ... ۔ ہم لوگ ہیں نقش اول
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
طالب ہیں ... ۔ قسمت پر ... کریں
ہم لوگ ہیں پاک ... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی
... ہم لوگ ہیں پاکستانی

بنگ جو ہیں خالی دامن لے عشق وہ دامن بھر
کرتے ہیں گہر افشانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

نثار گلشن طیبہ بہار رشک جنت ہے
عجب ہی کشش پیام اتحاد اہل سنت ہے
مسلمانوں کو حاصل کعبے والوں کی زیارت ہے
بنارس کو میسر آج وہ صبح سعادت ہے
عجب دلکش یہ کاشی کے صنم خانوں کی ... ہے
ہے لطف بادہ ریزی بارش باران رحمت
سواد شب جبین ... کے جلوؤں سے ہے روشن
ستارے ٹوٹتے پھرتے ہیں زمیں پر سطح گردوں سے
چھپتی جا رہی ہے رونق دربار شاہی
یہ برق قمقمے یہ جگمگاہٹ یہ جبیں جلوے
یہ ناز کی شگفتہ پھول گل بوٹے برہم طیبہ کے
نسیم خلد سے آنکھوں میں ٹھنڈک ہے سکوں دل میں
بہار گنبد خضری کی فردوس تصور میں
چمک کر کہہ رہے ہیں چاند تارے سبز پرچم کے
حسین آرائشیں دربار کی ہیں دیدنی قابل
زہے دربار انوار ہے یہ بزم نورانی
یہ زریں فرش نشیں یہ خوشنما اور رنگ پرسند
یہ نورانی مقدس صورتیں اللہ والوں کی
یہ عالم یہ مشائخ یہ اکابر یہ خدا والے
یہاں الحمد اللہ ہند کے گوشوں سے آئے ہیں
یہ جلسہ ہے ثنائے صاحب لولاک کا جلسہ
نظام سنیان ہند کو ہے منضبط کرنا
الٰہی کامیاب و کامراں یہ جشن عالی ہو
منظم اے خدا شیرازۂ ملت کو فرما دے
عطا ہو جلد خود مختار پاکستان اسلامی
الٰہی متحد کر سنیان ہند کو باہم

چمن اندر چمن رنگینی آثار رحمت ہے
خدا شاہد صفت آرا آج اک کرامت ہے
ہے کاشی یادر کاشانہ اہل عقیدت ہے
کہ عرفان سحر میں شور تکبیر عبادت ہے
جدھر دیکھو ہجوم کلمہ گویان تبرکات ہے
نسیم صبح دامن میں لئے خوشبو جنت ہے
چراغ طور کے انوار سے کافور ظلمت ہے
منور ہے جہاں پر نور بزم اہل سنت ہے
باندازِ تجلی جلوہ آرا حسن فطرت ہے
کہ جیسے آسماں سے بارش انوار وحدت ہے
جہاں پر لطف نظر ہو انظار بہجت ہے
ہوا ہے سرد میں سوز محبت کی حرارت ہے
بہشت آرزو گلزار طیبہ کی زیارت ہے
نشان نصرت حق ہر نشان اہلسنت ہے
مسلمانوں کی کثرت مائل تنظیم وحدت ہے
ہجوم اہل ملت اجتماع اہل سنت ہے
تقدس ہر ادا پر جس کی ہر شان طریقت ہے
صفائے قلب ارباب نظر جن کی زیادت ہے
سواد اعظم اسلام رحمن کی سیادت ہے
یہ دربار مبارک مرکز افراد امت ہے
یہ مجمع عشاق سلطان رسالت ہے
وقار اہل سنت محض اس جلسہ کی غایت ہے
سر دربار معروف دعا ہر فرد امت ہے
جہاں کو اتحاد اہل ایماں کی ضرورت ہے
دل مسلم کو یا رب شوق تجدید خلافت ہے
جہاں کو احتیاج اتحاد دین و ملت ہے

نبی کا واسطہ مسلم کو یا رب فتح و نصرت دے
ضیا کی یہ دعا یہ التجائے اہل سنت ہے

الخُطبة الاشرفية للجمهورية الاسلامية

عمدۃ العلماء ابو المحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہٗ

آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس)

۵-۶ رجب ۱۳۶۵ھ، ۷-۸ جون ۱۹۴۶ء (خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک)

درگاہ معلیٰ اجمیر شریف کی مسجد شاہجہانی میں خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر آل انڈیا سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علیخاں سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے، ہزاروں علماء ومشائخ نے شرکت کی ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا۔ حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عمومی وحضرت مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی ناظم نشرو اشاعت، حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی، حاجی محمد عارفین مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبد المجید، مولانا محمد عابد القادری کی تقاریر ومساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا[1] صدر آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے جو خطبہ اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) اولیاء اللہ کے حضور اور ان کے مزارات کی حاضری کی ساعات بابرکت ہوتی ہیں

[1] دبدبہ سکندری رامپور ۲۰ جون ۱۹۴۶ء، ص ۳

ان کا نیاز مند جہان کا بادشاہ ہوتا ہے ــــ ان کے خدام بصیرت کی نگاہ سے حقائق عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۲) ہند میں حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے وسیع فیض کا اجمالی تذکرہ۔

(۳) اسلام اور کفر کا امتیاز ــــ مسلمان کی تیز نگاہ اثر کو دیکھ کر موثر کا یقین کر لیتا ہے، صفات کو دیکھ کر موصوف ذات کا ایقان کر لیتا ہے۔ اس کی تیز نگاہ، افلاک کی بلندیوں کے پار اور زمین کے دبیز پردوں کو پھاڑ کر معبود برحق کی لذت دید سے سرشار ہو جاتی ہے ــــ لیکن کافر کی عقل مظاہر قدرت کی حقیقت کو پانے سے جب تھک جاتی ہے، تو انہی مظاہر ــــ سورج، چاند، آگ، پتھر اور درخت وغیرہ ــــ کو پوجنا شروع کر دیتی ہے۔

(۴) دین کی اشاعت اور اس کی آزادی کی خاطر اسلاف کے کارناموں کا اجمالی ذکر۔

(۵) اندرون ملک اسلام پر مصائب ــــ دین فروشی کی چند مثالیں، ودیا مندر، بندے ماترم کا ترانہ، گاندھی کی جے، ترنگا جھنڈا۔

(۶) بیرون ملک مسلمانوں پر آلام ــــ فلسطین میں مسلمانوں کی حالت زار، ابن سعود کا حجاج کرام سے جبریہ ٹیکس لینا، انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔

(۷) دنیائے سنیت کی تنظیم ــــ مرکزی دار الافتاء، مرکزی دار القضاء، مرکزی دار التصنیف کا قیام اور خانقاہوں میں ربط وارتباط۔

(۸) آل انڈیا سنی کانفرنس ــــ جمہوریہ اسلامیہ کے بیس ہزار علماء ومشائخ کا عزم صمیم ــــ پاکستان کی منزل کو سنیوں کے ہاتھوں قریب سے قریب تر کرنا۔

(۹) پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ــــ سنی کانفرنس سے ارتباط کا تحریری عہد۔

(۱۰) مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا، اور تمام سنی ——— جمہوریہ اسلامیہ کے سبز ہلال پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

مذکورہ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(ا) دربار خواجہ سیدنا غریب نواز رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان اجتماع آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی منظور کردہ تجاویز کی پرزور تائید کرتا ہے اور آل انڈیا سنی کانفرنس پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند آل انڈیا سنی کانفرنس کی مذہبی رہنمائی پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(ب) یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ حضرات علماء و مشائخین اہل سنت ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کا قیام چاہتے ہیں جو قرآن کریم احادیث نبویہ، فقہی اصول کے مطابق ہو یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ وزارتی مشن کی تجاویز مسلمانوں کے لئے ہرگز تسلی بخش نہیں ہیں۔

(ج) یہ عظیم الشان اجلاس راشٹریہ سیوک سنگھ کی اس تحریک کو جو ملک کے ہر گوشہ میں اندرونی طور پر انقلابی شکل و صورت میں چلائی جا رہی ہے جس کی بدولت مسلمانوں پر جابرانہ اور سفاکانہ مظالم ہو رہے ہیں انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے جراثیم کو فوراً روکے اور اسے خلاف قانون قرار دے نیز مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ سے غافل نہ رہیں۔[1]

اب آئندہ صفحات پر آپ اس تاریخی خطبہ الخطبة الاشرفیة للجمهوریة الاسلامیة مطبوعہ مرادآباد (۱۳۶۵ھ) کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] ایضاً

ان من البیان لسحرا

الخطبة الاشرفیة للجمهوریة الاسلامیة

بعونہ تعالیٰ وکرمہ

امسال ۵، اور ۶، رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلی اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت عمدۃ المشائخ والکبراء [illegible] دیوان سید شاہ آل رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے جن کی پہلی نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہٗ نے مسند صدارت کو عزت بخشی۔ انہی جلسوں میں فرزند رسول جگر گوشۂ بتول عالم نبیل فاضل جلیل رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہٗ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ ارشاد فرمایا اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں سنایا

حسب فرمائش اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس

(ابن ... مولوی ابوالمظفر الدین احمد صاحب دام مجدہم) نے اپنے

اہلسنت برقی پریس شیش محل مرادآباد میں چھاپ کر شائع فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی من علینا اذ بعث فینا رسولاً و جعلنا علی کلمۃ واحدۃ و کعبۃ واحدۃ و قرآن واحد و دین واحد و جعل الناس عباداً لیشکروا و علماء متقوا والصلوٰۃ والسلام علی من ہو حبل اللہ المتین و العروۃ الوثقیٰ بالیقین و ہو الذی الف بین قلوبنا و کنا اعداء فاصبحنا بنعمتہ اخواناً و باللہ مؤمنین و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ الطیبین الطاہرین و علی الائمۃ المجتہدین و علماء امتہ و اولیاء ملتہ و شہداء محبتہ و جمیع المتمسکین بسنتہ والمعتصمین و علینا معہم و بہم و لہم۔ اما بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادران اسلام! ماشاء اللہ کیسی مبارک گھڑی ہے اور کیسا مقدس مقام ہے اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت میسر ہے کہ اگر اس ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کردی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے۔ یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لیکر چوٹی تک جدھر نظر کیجئے تو اس عقیدت مندی کی صاف شفاف و سفید جھلک موجود ہے جو جمالے تخت و تاج والے حکمرانوں کو دل و جگر والے فرمانرواؤں سے تھی۔ قلعہ دہلی کے تخت طاؤس پر جو سب سے اونچا نظر آتا تھا وہ سب سے زیادہ جھکنے والا اور جھکانے والا اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین شہنشاہ کا لقب خواجہ خواجگان کی چوکھٹ سے بخشا تھا۔ خزانۂ عامرہ والے لعل و جواہر گدڑی والوں سے مانگ لیجاتے تھے۔ شہرآزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر جھکائی جاتی تھیں۔ کلغی والوں کی کلغیاں ننگے سر والوں کے قدموں پر جھکا کرتی تھیں۔ آنکھ والوں کے لئے سر رشتۂ سعادت بصیرت والوں کی خاک پائی ہوتی تھی۔ تدبیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنوری جاتی تھیں۔ میدانوں اور خلوت کی قوتوں کے دلوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی زبانیں نصر من اللہ و فتح قریب پڑھکر مژدہ نصرت و فتح دینے والی بشارتوں سے ملتی تھیں۔ عزم والوں کو آہنی عزائم ذکر و تسبیح والے عطا فرماتے تھے۔ معرکوں کے طریقے ذکر و ارادہ والوں سے سیکھے جاتے تھے۔ پہرے والوں کے پہرے نظر بر قدم اور قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے۔

ہوشیاری و باخبری کی تعلیم پاس انفاس والوں کے سپرد تھی۔ ہمت و استقلال کی بھیک دل والوں سے مانگی جاتی تھی۔ عواقب و نتائج کی باگ ارباب کشف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی تھی۔ جہانگیری کے ترک اور تاجگیری کے تیور کا دارومدار بوریا نشینوں پر تھا۔ اکبری آئین آئین ربانی والوں کی دربانی کرتے تھے اور شاہجہانی مسجد کی تعمیر و شان گدڑی پوشوں کے ہاتھ میں تھی۔ قمر سلطنت کے وسیلے عالم ذکر کے منکر نہ ہوئے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا دامن رات دن رہتا تھا۔ فقیروں کی خانقاہوں میں داخل اور رعایا کی پرورش کرتے تھے۔ الفت اور مساوات تربیت و مروت کا آخری ذریعہ مرشد برحق کا ارشاد حق تھا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی جو ادبیت تھی کانوں میں سننے کی ادبیت تھی کہ وہ ان کرشاہوں کی معرفت تھی۔ حاجتمندوں نے حاجت روائی کے دروازوں کو پہچان لیا تھا۔ شیر و شمشیر کی تجنیس خلق سے دعویٰ نہیں ہوتا تھا اور اقبال کی سرمدی خواب کی بھی تعبیر لازم تھا۔ وقت و تعبیر کی صحابی و دارومدار اور روحانیت کی سلطنت زمین لوگ پر پیچ پیچ ہیں ان پیچ کی حقیقت کو پردہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں۔ اور دہلی کا قطب الاقطاب جہاں سے اپنے وقت کی بادشاہی اور عالم غیب کے روحانی "کاف" حاصل کرچکا تھا وہیں سے متصل تاجداری اپنی حکمرانیوں اور جہاں بانیوں کی سند پاتی تھی۔ اس شاہجہانی مسجد کے سنگ مرمر سے پوچھو کہ شاہجہاں نے کس طرح فخر کر کے سعادت حاصل کی کہ اس کی تعمیر پر شاہانہ روز سلطان الاولیاء کی نظر ہے۔ جس کی بدولت ان گنت عارفوں نے سجدہ بے حق کے یہاں سجدے کئے اور جنید و شبلی کی یہ وقت گزرگاہ ہے۔ دیکھ! کچھ پر وانچوں کی یادگاریں ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مقام کے تقدس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کلیجہ تھرتھراتا ہے اور شرم کے بل پر کو دل ہر دم پر چتار رہتا ہے۔ یہ تو خانۂ خدا اور سجدہ گاہ اولیاء کا حال ہے۔

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار اور خواجہ خواجگان کی سرکار ہے۔ وہ آفتاب ولایت کی ضیاء پاشیاں ہیں اور ماہتاب کرامت کی نور پاشیاں ہیں۔ فیض و کرم کا چشمہ ابل پڑتا ہے۔ اور غریب نوازیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ قدمبوسی کو جی چاہتا ہے اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں تو سر رستان زمین ہی کا میلا دیکھ لیجئے۔ سبحان اللہ کیسی شرح و لاجت ہے کہ دنیا پروانہ وار ٹوٹ رہی ہے۔ کیا مالک تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ جس کا محتاج ہے جس کو ہم ...

بیماں کا فقیر ہے، اور جسکو ہم فقیر جانتے تھے وہ بیکسوں کا دستگیر ہے۔ سلطانوں کا سلطان بادشاہوں کا بادشاہ، غریب نوازوں کا غریب نواز، خواجوں کا خواجہ، ساقیوں کا ساقی، بے دلوں کا یار، بے چاروں کا پیارا، محبوبوں کا محبوب۔ دیکھئے دیکھئے بشری لباس ہے کہ نور کا جگمگاتا قبہ بنا ہے کہ نورِ ظہور کا آئینہ ہے۔ تجلیوں کے خواجہ تیری الٰہی تجلیاں، اے قدرت نمائیوں کے دانا تیری یہ کار فرمائیاں۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے، دل سرشار ہے، دماغ حیران ہے کہ کہاں پہنچا ہوا ہے۔ آسمان کا تارا تارا، چمنستانِ دہر کا پتہ پتہ، زمین کا ذرہ ذرہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا۔ میری روح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ، میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا اس جزرس زبان حال سے گویا ہے کہ ع

شفیعا دستگیرا بادشاہا مرشدا خواجہ ؎ طفیل رحمۃ للعالمین چشم کرم بکشا

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے، ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، یاد حقیقی سے وصال خواجہ کی تاریخ ہے، عرس شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآن کریم کی زبان میں اَیَّامُ اللّٰہ میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ درگاہ حق کا یوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر یقینی تاریخ کے ساتھ الٰہی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارشیں لایا کرتے ہیں۔ ان تاریخوں میں انکے وابستگان دامن کی بن آتی ہے، بگڑیاں بنا دی جاتی ہیں، بیمار صحت پاتے ہیں، اسیرانِ نفس و معصیت کو رہائی دیجاتی ہے، اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے تحاشا بانٹتے ہیں۔ کمائی والے زیادہ سے زیادہ اجر میں حاصل کرتے اور اپنے وابستوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں۔ ان بیشمار نعمتوں میں سے یہی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا مصداق بنتا ہے، اسلام کی بخشی ہوئی تیز نگاہی کی حفاظت کا سرمہ ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے، قوموں نے اپنے گرد و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو آنکھیں اٹک گئیں اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں، جو شخص جو شے دیکھ مر گئی، انسانی شرافت خاک میں ملگئی، علم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھ سکیں، اور وہیں چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا بت پرستی، یہ ہوائی اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہیں؟ چاند ماہو جا، سورج پوجا

گردش تو چاند اور ستاروں کی پرستش نہ عبادت نہیں تو اور کونسی لعنت ہے۔ لیکن اسلام کی تیز نگاہی اللہ اکبر آثار کو دیکھی اور مؤثر کا یقین آیا۔ افعال سامنے آئے اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کی قدرتیں نظر آنے لگیں، صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرامِ فلکیت کے پردے چاک کر کے استعارۂ شرق و انتیام کے نظریہ کا استحالہ کر دیا۔ اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں۔ جیسے جمال کعبہ جسکے حجرہ میں آج تک سب پوش ہے، وہ عرش اعظم کی پہنائیاں جسکی اب بھی جولانیاں ہیں اسلامی آنکھ نے لذت دید میں سرشار ہو کر اسکو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُس اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ نے دنیا کی قبر میں پردہ نشیں ہوئے، قبر کو تعویذ، قبر نے چھپایا، تعویذ قبر نے غلاف کی چونتد اوڑھ لی، ان سب پر گنبد آ کر چھا گیا لیکن اسلامی آنکھ کیلئے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپانے میں کامیابی حاصل کی، تعویذ قبر پر رخسار رکھدیئے، دلکو اور غلافِ قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کا لباس اور قبر کا مقبرہ کس کو پایا؟ اور اگر جیبی با نظر نہیں تو پاس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقصود بر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ جو تو یہ ہے کہ اندھا بن ہے کہ شش جہت قبر تک پہنچ تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا، اور محروم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلامی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقصود سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ پھینکنے کی اجازت دی کہ کفر کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اس آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم تک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے دنیا والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقصودین بارگاہ کی قبروں کا کتنا بڑا رتبہ ہوا۔ یعنی وہ آیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، خود اسلام کہتا ہے کہ تعظیم کرو

یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور پہلے جزدان کو چوم لیا پھر جلد کو چوما اور پھر کھولکر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما، بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل جو چیز تھی وہ پہلے ہی سے نظر آگئی، اسکو چوم لیا ڈال کو نہیں چوما، مدلول کو چوما، دال سے مدلول کی جو نسبت ہے اسکو چوما۔ ہاں ہاں غلافِ قبر کو کوئی نہیں چومتا، اسکی اُس نسبت کو چومتا ہے جو مقصود سے اسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہیں کتنا مقدس مقام اور کسقدر اہم دیوان اور کتنی خاص تاریخ عرس شریف زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور معبود تعالیٰ خواجہ کی شرط بھی موجود ہے، ہم

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں، خطا شعار نہیں، لیکن اس ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں اور دین فروشوں نے دین کے نام کو بیچ کر دھندا اپنایا، کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے، ضمیر فروشی، قوم فروشی کا ایک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام ندوۃ العلماء رکھا اور کام وہ [illegible] کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں، اور کام بیگانوں غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یا رسول اللہ کہتے گھبرائیں اور گستاخ رسول خدا کا بولیں، نعرہ تکبیر سے اچھلیں اور اپنے باپوں کی [illegible] منائیں، مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار اور شدھی سنگٹھن کا رنگ [illegible] ہے کہ مولوی جی جب یا مالوی جی ہیں، سب کچھ ہے مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی رہے، تیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے، چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توحید کو کٹوایا نہیں گیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا، نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ انگریز کی سرمایہ داری کا جال انکو پھانس سکا، یہ خواجہ کی دہائی دینے والے، یہ گیارہویں و فاتحہ والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے شہسوار خواجہ والے، غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے جو حضرت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر ہی لا چکا ہے، جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جسکے لیے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ اور پھر مدینہ سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہونچا، جس مقصد کا منظر پورا صاف نام خدا کے دین کے پیغام اور اس [illegible] کی آزادی ہے۔ زندہ دنیا کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، ہندستان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے

جیسا اپنے خواجہ سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ روشنی کی اہمیت و مقصد کو نہیں، بلکہ کثرت کو [illegible] کی کثرت تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوبر و پیشاب والوں کو پوتر اور اللہ کے پاک بندوں کو نجس کہا جاتا ہے جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، انکو [illegible] اور جنکے لیے زمین پیدا کی گئی انکو [illegible] کا لقب دیا جاتا ہے۔ [illegible] ذات کے [illegible] غداروں کو مسلمانوں کے سینہ پر مسلط کیا جا رہا ہے

کعبہ میں فریضۂ حج پر ایک لاکھ ایک ہزار کو [illegible] بکا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی کی جا رہی ہے، اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ! کہ آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ ملت فروش دستار کے شملوں کو چوٹیوں پر، شلواروں کو دھوتیوں پر معمولی چند ٹکوں کیلئے نچھاور کر چکے ہیں جنہوں نے دوبارہ اپنا ایک نہرو بنا لیا ہے۔ اب ایک جیپال نہیں، بلکہ جیپالوں کی پلٹن ہو گئی ہے اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی سنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کی ذات اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آواز سنے تو گستاخوں کے جبہ و دستار سے [illegible] کی آرائش سے [illegible] ہوئے [illegible] اکیلے انکو چھوڑ دیا کہ یہ [illegible] چھوڑے [illegible] آپ کا دامن چھوڑا جاتا تھا جو کسی طرح قابل برداشت نہ تھا، شاید جاری رہی ایک [illegible] کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو ہم آگئے۔ کیونکہ [illegible] ہندوستان میں عطائے الہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے ان رہنماؤں کو بیداری بخشی جنکو [illegible] کی سند زبان وحی سے ملی ہے، اب انکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، انکے اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑنے لگی، وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے پیر ہمارے علماء اہلسنت و جماعت، سارے پیر خانقاہوں کی چہار دیواری سے نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہو گئے، اور ارادہ کر لیا کہ [illegible] روٹھے ہوؤں کو منایا جائے، انکو مبلغ بنا کر [illegible] موت سے پہلے [illegible] غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، انکو تعلیم دین سے آراستہ کرکے انکے علم کو انکے عمل کو انکے اخلاق کو پاک کرنا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابل برداشت ہیں جو سنیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سنیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں، اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لاکر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دار القضاء [illegible] سب کو [illegible] شان سے چلانا ہے، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے اور [illegible] تبلیغ و تعلیم کی ترویج [illegible] ہے المشائخ کا ہر [illegible] واحد کرکے دکھانا ہے۔ ان [illegible] کا پاک عزم ہے کہ [illegible] ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

بس علماء و مشائخ اور انکے [illegible] ادارے ہیں [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible]

PHONE No. 7602 — THE DAILY ANJAM DELHI — TELE No. 4540

Certified each sale Exceeds that of any Urdu Daily in any part of India

روزانہ انجام دہلی

ایڈیٹر سردار علی صابری

جلد — یوم [illegible] — نمبر [illegible]

[illegible]

قائداعظم کو پیر صاحب مانکی شریف کی معرفت وزیری قبائل کا اہم خط

[illegible]

(عبدالحکیم خادم مانکی شریف)

اور جس میں اس وقت ملک کے صرف علماء و مشائخ کی تعداد [illegible] ہزار سے زیادہ ہے، اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی آج خواجہ [illegible]

[illegible]

میرے سنی بھائیو! [illegible]

[illegible]

حضرات! [illegible]

[illegible]

فقیر ابوالمحامد سید محمد [illegible] اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

اجلاس بمبئی

منعقدہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء

تقریر: حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری

رکن آل انڈیا سنی کانفرنس

سیاسیات حاضرہ اور مسلمانان ہند

از جناب لیاقت حسین صاحب سکریٹری [illegible] کمیٹی انگریزی بازار بمبئی

سیاسیات حاضرہ و مسلمانان ہند کے عنوان پر ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو انگریزی بازار بمبئی کے [illegible] ہندوستان کے مشہور فاضل شیخ التفسیر حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری میرٹھی نے ایک زبردست تقریر فرمائی جس میں دور نبوت اور دور خلافت و حکومت سلاطین اسلام کے تاریخی حالات کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ [illegible] پاکستان قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور [illegible] اسلامی طرز پر زندگی گزارنے کا طریقہ صرف حصول پاکستان ہے اور [illegible] وہ دور یاد دلایا جب اسلامی حکومت نے غیر مسلمین کو ضرورت سے زیادہ آسانیاں [illegible] اور یقین دلایا کہ جس طرح پاکستان مسلمانوں [illegible] ضروری ہے اسی طرح غیر مسلموں کے لئے بھی [illegible] ہے علامہ ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ [illegible] ۲۱ء میں مسلمانان ہند نے خلافت [illegible] وفاداری [illegible] مثال آپ ہے لیکن ہندوؤں نے [illegible] کے ذریعہ [illegible] کی کوشش کی [illegible] قرآن کریم کی توہین [illegible] وحشت و بربریت کی [illegible] حالات کے پیش نظر [illegible] مسلمانوں کے علاوہ کوئی خود دار انسان کانگریس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے علماء و مشائخ کی اکثریت مسلم لیگ کی حمایت میں ہے۔

حضرت علامہ ممدوح نے نظریہ قومیت پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ مسلمان قوم کی تعمیر وطن، نسل، رنگ، زبان وغیرہ امتیازات کو چھوڑ کر دین سے ہوتی ہے۔ آخر میں نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب بنایا اور طلبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ [illegible] کو بطور مثال پیش فرماتے ہوئے [illegible] انتخابات میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جلسہ صلوٰۃ و سلام کے فلک شگاف نعروں پر ایک بجے شب کو ختم ہوا۔

عکس دبدبہ سکندری شمارہ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء

عرس اعلیٰ حضرت بریلوی

اور

تائید تحریک پاکستان

تقریر: حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے پچیسویں عرس مبارک منعقدہ ۲۳ — ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ/ ۲۸ — ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف میں حضرت صدر الشریعۃ اور حضرت صدر الافاضل نے مسئلہ پاکستان پر جو پر زور تقاریر فرمائیں ان کا ضروری حصہ اخبار دبدبۂ سکندری مطبوعہ ۵ فروری ۱۹۴۶ء میں محفوظ ہے، اسی مؤقر جریدہ سے کر ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

(۱)

"... کانگریس فتنۂ عظیمہ ہے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے استیصال کا ارادہ کر چکی ہے اس کی سب سے بڑی آواز یہی ہے، یہی اس کا سوراج ہے یہی اس کی آزادی ہے ہم ہمیشہ سے مسلمانوں کو اس کے دام تزویر سے بچانے کی سعی کرتے رہے اور اس کی اسلام دشمنی کا بدبریغ اظہار کرتے رہے۔ خلافت کمیٹی کے زمانے میں مسلمانوں کی بہت سی جماعتیں اس کے تملق و چاپلوسی سے دھوکا کھا کر ان کے دام فریب میں آگئیں تھیں، مگر روز مرہ کے تجربوں نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور جو بات ہم بتاتے تھے ان کے معاینہ میں آگئی اور وہ ہندو جو اس وقت محبت کے پردہ میں دشمنی کرتا تھا اب بالاعلان مقابل ہے اور کانگریس

اس بات کی مدعی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی خود ہی نمائندہ ہے اس باطل دعوے کی تائید کرنے کے لئے اس نے وہی مولوی حاصل کئے ہیں جنہوں نے خدا و رسول سے غداری کی تھی اور جو طمع زر میں آج مشرکین ہند کی زبان بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دام تزویر میں پھانسنا چاہتے ہیں انتخابات کے موقعوں پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا تو ساتھ نہ دیں کانگریس کی حمایت کریں، کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنائیں علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنستا دیکھ کر صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں، کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبندی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار نیشنلسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا کی تقریر بڑی غور سے سنی گئی اور اس اجتماع عام میں ہر فرد بشر گہری عقیدت کے جوش میں وارفتہ تھا بار بار تحسین و مرحبا اور تکبیر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور مسلمان جو پہلے سے اپنے علماء کی ہدایت کے منتظر تھے اس رہنمائی کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انشاء اللہ ان میں سے کوئی بھی کانگریس کی تائید نہ کرے گا بلکہ سب اس درس کے مبلغ ہو گئے جو دوسروں کو بھی یہ پیام پہنچائیں گے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے پھندے میں آنے سے روکیں گے۔

(۲)

تقریر:- حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس

حضرت صدر الشریعت کی تقریر کے بعد حضرت صدر الافاضل نے ان کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ اس الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس کی خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الٰہی کے لئے انجام دیتے ہیں مسلم لیگ کو اس سے فائدہ پہنچے تو ہم اس کے امتنان یا شکر گزاری کے متمنی نہیں ہیں جو تحریک مسلمانوں کے نفع کیلئے ہو مسلمانوں کی ہمدردی و محبت سے اس کی تائید ضروری ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور بتایا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو مسلمان یہ عزم کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم ہونے سے روک نہیں سکتی اگر آپ کو پاکستان حاصل کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے اور اسلامی قوانین کے خود پابند ہو جائیے اپنے گھر والوں کو پابند کیجئے جب محلہ والوں پر ان کی بات کا اثر ہو گا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ظاہر و باطن سے اسلام کے فدائی ہوں اور آپ کے عمل اور آپ کی وضع بتاتی ہو کہ جو مطالبہ آپ کی زبان پر ہے اس کا جذبہ صادق آپ کی رگ و پے میں سرایت کر چکا اور جب آپ کا اس جوش صادق کے ساتھ عزم راسخ ہو تو پھر پاکستان کا کوئی بھی روکنے والا نہیں۔

اس تقریر کی دلکشی نے مجمع کو مست بنا دیا اور ہر شخص پاکستان کے جذبہ میں سرشار نظر آ رہا تھا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ

از حضرت صدر الافاضل آنجناب
مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا
سنی کانفرنس۔ مراد آباد یوپی

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مخصوص اراکین کی ایک نشست وزارتی مشن کی تجاویز اور وضاحت اور کانگریس کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ان تجاویز میں مسلمانوں کے خطرات کا کوئی شافی علاج ہے نہ اس میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ لہٰذا ہماری سنی برادری پاکستان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پاکستان کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل ہوگا اور ان کے درمیان سیکڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور پیام جاری رکھنے میں درمیانی غیر حکومت کی موافقت اور حسن سلوک کی محتاج ہوگی۔ اس اعتراض نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبۂ پاکستان میں اتنا اضافہ اور کریں کہ ان دونوں ریاستوں کے مابین مواصلات قائم کرنے کے لئے بقدر ضرورت رقبہ ہمیں اور بھی ملنا چاہئے۔ معترضین کے اس شبہ کا شکریہ۔ سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی۔

اگر بالفرض مسٹر جناح مسلم لیگ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی

اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرنے کی مسلمانوں کا یہ حق رہے گا۔ وزارتی مشن نے یہ صاف نہیں کیا کہ ہندو گروپ کے صوبوں میں مسلمان اقلیت کے جان و مال عزت آبرو دین زبان تہذیب کی حفاظت کون ضامن ہوگا۔

دبدبۂ سکندری رامپور
مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

مطالبۂ پاکستان سے متعلق آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخی فیصلہ

سُنّی کانفرنس پچھوند (ضلع اٹاوہ)

منعقدہ ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

زیر صدارت: حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد محدث کچھوچھوی

تقاریر: حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی
حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سنّی کانفرنس کا خطبۂ صدارت سید مصباح الحسن مودودی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعزاز حسین، ناظم سنی کانفرنس پچھوند (ضلع اٹاوہ) نے قلمبند کیا تھا درج ذیل ہے۔

"سنی کانفرنس پچھوند کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشاء شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزاروں تھی .... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے تو مستقبل قریب میں پاکستان کا مل جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم نے اہل سنت کی تنظیم اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی پروپیگنڈہ سکریٹری

آل انڈیا سنی کانفرنس) کی تقریر کے لئے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کئے جا رہے تھے کہ حضرت ممدوح تقریر فرمائیں، چنانچہ آپ نے کپتان عبد الرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا ریزولیوشن اپنی پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبد الرشید کی سزا یابی کے معاملہ میں جو ناعاقبت اندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانانِ ہند میں ہیجان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام و خاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک خادم بھائی کی اعانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا انتظار کریں کیونکہ انتخابات کی مہم کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید محمد اشرفی صاحب محدث مدظلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پاکستان پر قوی ترین دلائل تھے کانگریس اور اس کے کارندوں پر تنقید فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام ارکان اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔

حضرت کے خطبہ کے بعد مولانا مصباح الحسن صاحب مدظلہ نے حضرات علماء و مشائخین کا شکریہ ادا کیا۔ اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ ۲۰ فروری کو تمام اکابر علماء واپس ہوئے“

(اخبار دبدبہ سکندری رامپور مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۷)

اجلاس انجمن نعمانیہ ہند لاہور

منعقدہ ۳ مئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

زیرِ صدارت:- حضرت خواجہ محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

فرمودات مولانا عبد الحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس کی تقریر کا خلاصہ

۳ مئی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین زیب آستانہ سیال شریف نے انجام دیئے، مولانا عبد الحامد قادری بدایونی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خرابیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے، پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے وہ وقت فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے ہم پاکستان کی راہ کے ہر روڑے کو ہٹا دینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں، وزارتی مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المناک ہوں گے۔“

۴ مئی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف (صوبہ سرحد) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرٹھی اور مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی نے تقریریں کیں۔“

(اخبار دبدبہ سکندری رامپور مطبوعہ ۱۴ مئی ۱۹۴۶ء ص ۵)

سُنّی کانفرنس شاہجہان پور (یوپی)

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ / مئی ۱۹۴۶ء

تقریر: حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی فریدی مدرس مدرسہ فیض عام شاہجہانپور

جس پاک مقصد کے لئے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نہایت ہی اہم ہے۔ ضرورت ہے ہندوستان میں سنیت کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی پہلی یہ جماعت ہے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے قبل آپ حضرات اپنے اس فریضے کو بھولے ہوئے تھے یہ بھی مطلب نہیں کہ قبل ازیں تبلیغ مفقود تھی بے شک کسی زمانہ میں ہماری تبلیغ کا سلسلہ منقطع نہ تھا یہ مقدس کام حاملان دین متین ہمیشہ انجام دیتے رہے ہاں ضرور تھا کہ بیشتر یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا رہا ممکن ہے کہ ازمنہ ماضیہ کے لئے وہی طریقہ انسب ہو مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ آج جبکہ دنیا کا ہر فرقہ منظم ہے عالم میں انقلاب کی آندھیاں چل رہی ہیں جو نہ صرف ملکوں کو بلکہ قوموں کو اپنے طوفانی تھپیڑوں میں لے کر تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ پس اس نازک دور میں طوفانی کشمکش میں اپنا سچا مذہب و ملت باطل کے اختلاط سے بچا کر محفوظ رکھنا ہے اپنی تہذیب کلچر، روایات دنیا کی تمام قوموں اور مذہبوں سے ممتاز رکھنا ہے۔ دنیا کی ہر قوم عالم کا ہر فرقہ اپنی اپنی تنظیم کر رہا ہے اپنی پوری قوت کے ساتھ حوادثات زمانہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے ہندو ایک طرف اپنی طاقت بڑھا رہا ہے اور چاہتا ہے

کہ مسلم اقلیت کو اپنی اکثریت کے معدہ میں متحدہ قومیت کا چورن کھا کر ہضم کر جائے دوسری طرف ایک وہ فرقہ بھی ہے جو ہمارے ہی بھائیوں کا ہے ان میں ہمارا ہی خون دوڑ رہا ہے کوتاہ فہمی نے انہیں باطل عقائد کا شکار بنا دیا ہے ہدایت کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر گمراہی پر مجتمع ہو گئے فرعونی وقارونی طاقتوں کی حمایت بھی انہیں حاصل ہو گئی ہمارے مد مقابل منظم ہو کر آ گئے کھلم کھلا ہم کو گمراہ کہہ کر عامۃ المسلمین میں ضلالت و بے دینی پھیلانے کی شرمناک کوشش کر رہے ہیں عامۃ المسلمین ان کی مقدس صورتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ گمراہ اور گمراہ گر باطل فرقہ ایک حد تک عام اور جاہل مسلمانوں میں اپنی علامیت و تشیخ تقدس و تورع خطابت و کتابت کا سکہ جمانے میں کامیاب بھی ہو گیا ہے تیسری طرف وہ گروہ ہیں جو مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر سچے مسلمانوں عاملان سنت نبویہ کو کافر سمجھتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں تہذیب جدیدہ اور علوم مشرقیہ کے بل بوتے بہت کچھ گمراہ کن اور بہک پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور سب کے سب منظم ہیں اگر کوئی فرقہ غیر منظم تھا تو وہ جس کی ہمراہ ہیں تنظیمی پروگرام مضمر ہے۔

آج جبکہ آزادی ہند کا مسئلہ درپیش ہے وہ دن قریب ہے کہ قومی حکومتیں بنائی جائیں۔ قومی حکومت کا ٹھوس ضروری اور منصفانہ مطالبہ کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے جس نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قومی حکومت بنے گی اور ضرور بنے گی خواہ مسلمانوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ خون بہانے کی ضرورت پیش آئے۔ بدر اور احد کا منظر دوبارہ مرتب پانی پت کا میدان سر کرنا ہو بہر حال مسلمان پاکستان حاصل کرنے

کچھ کر سکتا ہے، بحمد اللہ مسلمان مرنا بھی جانتا ہے اور جینا بھی۔ وہ حصول پاکستان میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہ کرے گا، کیونکہ پاکستان ہی میں مسلمانوں کی آزادی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں اسلام بغیر پاکستان کے آزاد نہیں رہ سکتا ہے تبلیغ سنت کے لئے پاکستانی اسلامی حکومت کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ جمہوری حکومت ہو فقہی قانون، خدائی رواج ہو، ہر رنگ پر سُنیت کی بہار، رحمت کی پھوار ہو۔ آزاد ہندوستان میں آزاد جمہوری مملکت ہی اس کی ضامن و کفیل ہو سکتی ہے۔ مسلم ہند کا فریضہ ہے کہ ہر گراں سے گراں قیمت پر پاکستان کا سودا خریدنے کے لئے کمر بستہ رہے ہم حق پر ہیں خدا ہمارے ساتھ ہمارا مطالبہ کم سے کم ہے۔ منصفانہ ہے خدا بھی ہماری ضرور مدد کرے گا انشاء اللہ ورسولہ ہم اس مقدس نصب العین کو حاصل ہی کر کے ہی دم لیں گے۔

ہندو ہماری آزادی کا مخالف ہے وہ مہا سبھائی ذہنیت رکھتا ہے رام راج کے قیام کے خواب دیکھ رہا ہے۔

ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم جو سیاسی و تمدنی طبقوں کی آڑ لے کر دین بیضا کو شکار کرنا چاہتے ہیں علمائے اہل حق نے اس ماحول کی بنا پر ہی عالم باعمل حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فریدی سمستی پوری مدظلہ نے بدایوں اور بریلی کے علماء کے بکھرے ہوئے دل ملانے کی کامیاب کوشش کی جس کا نتیجہ آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی کوششوں نے حضرت محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھوی کی امداد نے حاملان سُنیت کا منتشر شیرازہ مجتمع کیا اور سب کو ایک مرکز پر متحد کر دیا جس کا پہلا اجلاس خطیب مشرق حضرت مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی کی کوششوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔
[illegible] خوشی ہے کہ ہمارا تنظیمی دور نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہو کر ترقی کی راہ

میں گامزن ہو رہا ہے پر آشوب اور پر فتن زمانے میں ضروری تھا کہ اسلامیان ہند کی سیاست کے علاوہ ایک ایسی مذہبی تنظیم قائم ہو کر جو آفتاب نبوت کی روشنی میں عام مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی راستہ دکھائے مفاد عامہ پر دینی نقطۂ نظر سے غور کرے اُن کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہو سنتے ہیں کہ اتحاد کسی زمانے میں مسلمانوں کا حصہ تھا کہتے ہیں کہ اتفاق و وحدت کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی جانتا بھی نہ تھا، مسلمان عمل کا قول ہے کہ خدا کی وحدانیت اور کعبۃ اللہ کی مرکزیت نے دراصل وطنی و قبائلی امتیازات کو مٹا کر اصل انسانی وحدت کی خبر دی ہے اسی اتحاد کے بل بوتے پر ہم نے دنیا کے اکثر حصے پر حکومت کی ہے اور ہندوستان پر بھی۔ تفرقی و انتشار کبھی ہندوؤں کا طغرائے امتیاز تھا اسی بنیاد پر ہم ہمیشہ ان پر خدا کا نام لے کر فتحیاب ہوتے رہے اب یہ اخوت و اتحاد خواب فراموش ہو گیا چند دم سے زمانہ منتظر ہے ہماری ایک ایک کر کے اچھی عادتیں اس نے اختیار کرنا شروع کر دیں ہم ان کو بھلاتے گئے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے جن پر کل ہم حاکم تھے اُن کی وزارتیں آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں علی الاعلان ہم پر مظالم ہو رہے اور ہو چکے ہیں۔ علی گڑھ، جبلپور، بھاگلپور کے واقعات تازہ دل و جگر میں خراش پیدا کر رہے ہیں مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے، ہم سن کر سوائے افسوس کرنے یا چند غلامانہ تجویزیں پاس کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ دوہری غلامی عجیب ہے ایک انگریز کی دوسرے ہندو کی ایک مشرک دوسرے اہل کتاب ایک وزارت دوسرے سامراجی ذہنیت کی شہنشاہیت یہ لعنت ہم پر کیوں ہے، غلامی کا جوا ہماری گردنوں پر کس لئے ہے جواب ایک اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں نہ ہمارے اعمال و افعال ہی ٹھیک ہیں اور نہ تنظیم ہی درست ہے۔

پس اگر ہم شعائر اللہ کی حرمت چاہتے ہیں تو اعلائے کلمۃ اللہ کر کے مسلمانوں کو باعمل بنائیں اگر ہم ماضی کی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں تو ہمارا

اور یہی فریضہ ہے کہ ہم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر سر جھکائیں اور دوسروں کو اس طرف متوجہ کریں۔ سنی کانفرنس اسی مقصد کے لئے قائم ہوئی ہے کہ فرزندان توحید کو جبل اللہ کے رشتہ میں جکڑ کر باعمل بنا دے اقتصادی و سیاسی کمزوریوں کا قلع قمع کرے ملی نبی کی عزت و عظمت کا سکہ دل کی گہرائیوں میں جما دے انسانوں کی گردنیں خداوند قدوس کے دربار میں جھکا کر دنیا و مافیہا پر سربلند کر دے موجودہ انقلابات کے طوفان سے دین فطرت کو محفوظ رکھے۔ آخر میں فرزندان توحید سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مذہب و ملت کو ترقی دینے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ سنی کانفرنس کے زعماء و علماء کے احکام پر اپنا سر جھکائیں اور جماعت کو وسیع بنانے میں اپنی امکانی کوششیں صرف کر دیں و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۲۷ مئی سنہ ۱۹۴۶ء ص ۶، ۷)

اجلاس سُنّی کانفرنس

پھپھوند منعقدہ ۲۰۔ مئی ۱۹۴۶ء

زیر صدارت:۔ پیرزادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیر آبادی

مجاہد ملت مولانا عبد الحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس کی تقریر کا خلاصہ

نوٹ: سنی کانفرنس پھپھوند کے اس اجلاس میں مولانا سید مصباح الحسن زیب آستانہ پھپھوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی پاس کردہ تجاویز، مسائل حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔

چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعزاز حسن، سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس پھپھوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کروا دیا۔

مسنونہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "آل انڈیا سنی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و علمائے اہل سنت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے بزرگوں کے اعراس سے ہر مرید ایک جذبۂ دینی لے کر جائے۔ مدارس دینیہ منظم ہوں بغرض (آل انڈیا سنی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق) ایک دار المبلغین بدایوں میں کھولا جائے گا جہاں سے مبلغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مسائل حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے راہنمائی کرے گی ہماری کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے طے کر چکی ہے کہ اکثریت والے صوبجات

میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور ایسی حکومت کے حصول کے لئے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے، مسئلہ پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا مجھے بکثرت احباب وزارتی کمیشن کی سفارشات پر استصواب کر رہے ہیں چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم نے ہنوز کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ اس لئے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا، لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ دھندے میں پھانسنا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کرپس مشن سے بھی بدتر ہیں، کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کی مضحکہ خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے (توجہ) کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترجمانی کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو زعماء کے پورے کے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حد درجہ گمراہ کن ہیں، البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا، مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا، مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی وجد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے تاثرات قائم کر دیئے آپ بمعیت مولانا قاضی یوسف حسن صاحب رحمانی ۱۹ مئی کو فیروز آباد کے جلسہ مسلم لیگ کی شرکت کے لئے کچھوچھہ سے واپس ہوئے۔

(اخبار دبدبۂ سکندری مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء ص ۶)

سُنّی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیر صدارت:۔ مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

مولانا عبد الحامد بدایونی کی تقاریر کا خلاصہ

از قلم: صاحبزادہ علی القادری نائب ناظم جمعیت سُنّیہ جامعہ قادریہ کراچی

حضرت مولانا الحاج شاہ عبد الحامد صاحب قادری بدایونی ڈیرہ پروپیگنڈا سیکرٹری آل انڈیا سنی کانفرنس دامت برکاتہم نے اپنی پر زور و ولولہ انگیز تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ نمائندوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو "مسلم لیگ" کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے غداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کانگریسیوں کے "کوئیٹ انڈیا" والے نعرے کو یاد رکھنا چاہئے جو موجودہ عبوری حکومت کے حلقوں سے سوراج مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام "اردو زبان" کی تخریب کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً ٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو "افغانستان بابوں" سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں۔ مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں، یہ حضرت مولانا

شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرقدہ کی جوتیوں کا صدقہ ہے جنہوں نے گاندھی کو سیاسی گر سکھائے۔ علاوہ ازیں، میں ان نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ "سُنّی کانفرنس" کیوں بنی؟ میں دریافت کرتا ہوں کہ "جمعیت علمائے اسلام" کیوں بنی! جب وہ بنی تو یہ بھی بنی۔ اور جمعیت العلماء اسلام کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی بن گئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جمعیت العلماءِ اسلام ایسے افراد پر مشتمل ہے جو پہلے کانگریس کے اجارہ دار رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریسی ذہنیت کے نشو و نما کی حامل ہے۔ اور آج اس پر دو رنگا جھنڈا "لہرایا جا رہا ہے۔ مولوی حسین احمد جو خود کو "مدنی" کہلواتا ہے، حرمین الشریفین میں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا کہ "ہندوستان میں مرنا اور کانگریسیوں کی خدمت کرنا جوارِ رسول میں مرنے اور مسجد نبوی میں درس دینے سے افضل ہے" (نعوذ باللہ من سوء العقائد)

اس کے برعکس میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ "مسلم لیگ" کو معراج پر پہنچانے والے خدا کے فضل سے "سنی کانفرنس" ہی کے دیرینہ نمائندے اور سربرآوردہ حضرات تھے اور ہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا عبد الماجد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ کون تھے؟ مولانا فاخر علیہ الرحمہ کون تھے؟ یہ سب کے سب سنی کانفرنس کے نمائندے اور "مسلم لیگ" کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ میں سب حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی بولو، آیا سنی کانفرنس کے یہ اصول مثلاً "خانقاہی اصلاحی نظام"، "دینی مدارس و مساجد کی تنظیم"، "مرکزی دار الافتاء و دار المصنفین" کا قیام برا ہے؟ ——— سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا: نہیں ہرگز نہیں۔

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دینا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائد اعظم نے کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ "پاکستان" سے ہٹ گئی تو کیا پروا، مگر آل انڈیا سنی کانفرنس ہرگز مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی۔ اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس

حبیب کو منظور ہو تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ میں آپ سب حاضرین سے دریافت کرتا ہوں کہ "قائد اعظم" آپ کے امام ہیں؟ حاضرین نے کہا ——— نہیں۔ کیا مذہبی پیشوا یا پیر ہیں؟ ——— حاضرین نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ تو میں آپ کو بتلاؤں کہ وہ کیا ہیں۔ سُن لو! "وکیل السیاسۃ" قائد اعظم سیاسی وکیل ہیں جو موجودہ فرنگی سیاست کے پیچوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

آخر میں میں آپ سب سُنی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تمہیں پاکستان حاصل کرنا ہے تو اپنی مساجد کی تنظیم کرو اور خود نماز کے پابند ہو جاؤ اور جمعیت سنیہ کراچی کے ساتھ اشتراکِ عمل کرو۔"

(دبدبۂ سکندری رامپور جلد نمبر ۸۲، شمارہ ۴۴/۴۵
مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء ص ۳)

سُنّی کانفرنس کراچی

منعقدہ ۱۲—۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

زیرِ صدارت: مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم: صاحبزادہ علی القادری نائب ناظم جمعیت سُنّیہ جامعہ قادریہ کراچی

شیخ الملت، امیر الطریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صاحب قبلہ صدیقی میرٹھی دامت برکاتہم نے تقریر فرمائی جو مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں بے حد پسند کی گئی۔ آپ نے اپنے مخصوص طریقۂ تبلیغ سے قرآن و حدیث اور فلسفہ و سائنس کے جدید نظریہ پر نظامِ الٰہی کے عالمگیری اصول اطاعت پر نہایت ہی عمیق ترین محققانہ و فاضلانہ تقریر سے یہ ثابت کیا کہ موجودہ کانگریسی حکومت کے نظامِ عمل اور ہمارے پاکستانی نظامِ عمل میں ایک ایسا ملک بہا فرق ہے کہ جس کو ہم کسی صورت منظور نہیں کر سکتے۔ ہمارا پاکستانی نظامِ عمل ایک مافوق البشر کا لایا ہوا، سمجھایا ہوا، زمانہ ہائے ماضی، حال، مستقبل کے قدرتی قوانین پر مبنی ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ، روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں مگر اس مافوق الفطرت ہستی (یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا قرآنی نظامِ عمل اور قوانینِ حکومت ترمیم و تنسیخ سے مبرا، زمانہ ہائے ماضی و حال و مستقبل پر حاوی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ آسمانی کتب اور الہامی لٹریچر جس پر یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں کو دعویٰ ہے کہ یہ واقعی آسمانی و الہامی کتب ہیں پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا دین بچا اور ہماری کتابیں ہر نوعیت کے تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ سے پاک ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے (یعنی پروفیسر کی) میں بلا تردد کہتا ہوں کہ یہ خود ساختہ کتابیں "آثارِ قدیمہ" کے ہزارہا سالہ مدفونہ قلمی نسخوں کا فراہم کیا ...

دنیاوی حکومتوں کے بڑے بڑے ماہر علوم فلکیات، نجوم وغیرہ اپنی پیش گوئیوں پر پورے وثوق سے کوئی "نظامِ حیات" نہیں مرتب کر سکتے۔ کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔

لیکن ہمارے "قدرتی پاکستان" کا حقیقی بانی و علمبردار ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی تائید خداوندی سے بنی نوعِ انسان کے لئے ایک مکمل نظامِ حیات پیش کر رہا ہے۔

ہمارے مشائخین و صوفیائے کرام جو "معرکۂ بدر" سے خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے اپنے اعلیٰ جرنیلوں کی ہلاکت اور بہادروں کے فنا ہونے کے تاسف میں خلوت نشین ہو گئے تھے، آج پھر نئی جانبازانِ اسلام کی فوج کو تعلیم و تربیت دے کر میدان میں لا کھڑا کیا ہے۔ کہاں گئے وہ طعنہ دینے والے؟ آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے صوفیا و مشائخ نے اپنی روحانی قوت سے جو خاموش بیٹھے ہوئے خانقاہوں میں "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت میں مشغول تھے کیا کام کیا ہے!

علامہ موصوف نے آیت ولا تسبوا الذین الخ کو استدلالاً پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا خدا کسی کے مذہبی اوتاروں اور بزرگ ہستیوں کے سب و شتم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں تو شمشیرِ عشق کے کارنامے ہیں بمصداق ؎

بسیار دیدہ ام کہ یکے راہ در کرد تیغ — شمشیرِ عشق بیں کہ دو تن را یکے کند

آج ہمارے خانقاہ نشین و مشائخین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اپنی مذہبی مرکزی تنظیم کے لئے اپنے منتشر شیرازے کو دامنِ اتحاد و تنظیم میں سمیٹنے کے لئے میدانِ عمل

میں تشریف لائے ہیں، اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پیشتر "جمعیت سنیہ" کراچی کو اپنا تیسرا پروگرام پیش کرتا ہوں۔ میں تمام بلاد اسلامیہ ممالک عربیہ کی سیاحت کر چکا ہوں مگر جتنی دینداری ہندوستان میں ہے اتنی کہیں نظر نہ آئی یہ خدا کا فضل ہے لہٰذا جمعیت عالیہ سنی رضاکاروں کی تنظیم کا کام شروع کرے، زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمعیت کے اراکین بنائے اور ہر محلہ کی مسجد کے ساتھ ایسے رضاکار بنائے جو اسلام کے بنیادی اصول خمسہ (روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ) پر عمل پابندی اختیار کر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی یہ دعوت عمل پہنچائیں۔"

(منقول از اخبار دبدبہ سکندری رامپور جلد ۹۰ شمارہ ۴
مطبوعہ ۱۱ دسمبر ۱۹۵۴ء ص ۳، ۴)

حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی

(صدر آل انڈیا سنی کانفرنس) کی تقریر

از قلم:- صاحبزادہ علمی القادری

نائب ناظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

"رئیس المحدثین، رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج سید محمد محدث صاحب قبلہ جیلانی کچھوچھوی (صدر اعظم آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہم العالیہ کہنے کو "تبلیغی کانفرنس" اینٹی ستیارتھ پرکاش کے سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے۔ مگر جمہوریت اسلامیہ کے مشن اور صدر اعظم آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے مسلمانان کراچی سے جو خطاب فرمایا، وہ سنی کانفرنس ہی کے اغراض و مقاصد کے متعلق تھا، اس لئے حضرت صدر اعظم مدظلہ کی بصیرت افروز تقریر دل پذیر کا کچھ ملخص جو تحت الشعور میں کم و بیش محفوظ ہے، سپرد قلم کرتا ہوں۔

حضرت صدر اعظم مدظلہ نے اپنی صداقتی تقریر میں آیۃ ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کی نہایت عمدہ تفسیر فرماتے ہوئے حالات حاضرہ اور سیاست موجودہ پر لطیف انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا مجھے چند دیندار بھائیوں نے فضائل رسول پر کچھ بیان کرنے کی درخواست کی ہے اور چند لوگوں نے پاکستان کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کی التماس کی مگر یہ اسٹیج تبلیغی کانفرنس کا ہے اور ماشاء اللہ تین دن سے جس قسم کی اپ ٹو ڈیٹ تبلیغ اس اسٹیج پر ہو رہی ہے، وہ میں آج تین دن سے دیکھ رہا

ہوں اور دماغ میں وسوسے ڈال رہا ہوں۔ علاوہ ازیں اس سیاسی پلیٹ فارم پر جہاں اور لوگوں نے اپنے اصولوں کو خیر باد کہہ دیا ہے ہمیں اپنے ان اصولوں کو علیحدہ رکھ کر قومی و ملی اجتماعی نظریہ سے کچھ کہنا پڑے گا۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اصول سمجھانے میں ایسی کونسی سخت مشکل آن پڑی کہ جس کے لئے کسی مذکر اور مؤنث کو نہیں چھوڑا جاتا ہے بھی اسٹیج پر لانا پڑتا ہے۔

آج عالم دنیا میں "امن انسانیت" کی تلاش ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اقتصادیکو مادیاتی تصرف "ایٹم بم" وغیرہ سے امن انسانیت کی لہر دوڑانا چاہتے ہیں مگر ان کی باہمی رقابت ہی انہیں سنبھلنے نہیں دیتی۔ ہر ایک اپنے اقتدار کو کام میں لانا چاہتا ہے۔ اور دنیا کا یہی دستور چلا آرہا ہے کہ اگر اُسے کتنی ہی فائدے کی بات بتلائی جائے مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتی ہے۔

خدا کا محبوب کائنات کے بسنے والوں کو بتلا رہا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اور مخلوقات ارضی و سماوی، چاند، سورج، مٹی، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب انسان کی خدمت گزاری اور فلاح و بہبود کے لئے خدمت گار مقرر ہوئے ہیں، تم ان کو اپنا حاکم مت تسلیم کرو اتنی قوت و استعداد پیدا کرو کہ یہ تمہارے محکوم ہو جائیں جس وقت خدا کے محبوب نے یہ پیغام سنایا کہ اس وقت سورج نے یہ نہیں کہا کہ اچھا تم لوگوں کو ہماری پرستش سے باز رکھتے ہو، ہم مدینے پر نہیں نکلیں گے سورج تو آن کے ادنیٰ اشارے پر افق مغرب سے لوٹ کر چلا آیا۔ مگر سورج کو ماننے نہیں، چاند نے یہ نہیں کہا کہ تم لوگوں کو ہماری اطاعت سے منحرف کرتے ہو، ہم اب حجاز پر نہیں چمکیں گے بلکہ چاند تو انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا اور رام چندر ماننے نہیں، حضور نے اپنی انگلیوں سے جمنا کے مقدس پانی کی طرح نہریں بہادیں، جمنا

لہ مسلم لیگ کے جلسوں میں بعض مقامات پر عورتیں بھی خطاب کرتی ہیں۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ اس طرح بے حجابانہ اختلاط اور خطاب کرنا شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے اس شرعی قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ (مرتب)

نے ان کے عالموں کو اپنے ... [illegible]

نہیں۔ کفار عرب میں بھی یہی ضد کا مادہ تھا۔ کتنے ہی فائدہ کی بات بتلائی جاتی تھی مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ کفار عرب نے "کانگریس" بنا کر اپنے اجارہ دار عالموں کی ایک جمعیت بنا دی جو مسلمان عربوں کے لباس اور وضع قطع میں اسلام کی منافقت و مخالفت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرور عالم نے ممبر رسالت اور مسند نبوت پر رونق افروز ہو کر مذکورہ بالا آیت شریفہ کے نازل ہونے کی اطلاع دی تو کانگریسی جمعیت العلماء کے یہ ففتھ کالم کے عناصر وہاں بھی جا پہنچے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مجاہدوں کی تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں یہ ففتھ کالم کے عناصر بڑا کام کر جاتے ہیں۔ چنانچہ

ففتھ کالم

موجودہ جنگ میں جب جاپان اور برٹش نبرد آزما تھے تو جاپانی ففتھ کالم کے لوگ ہمارے ہاں بڑی شورش مچا رہے تھے، کہتے تھے کہ بس کل سویرے جاپان [illegible] ہم آنے والا ہے، اور انگریزوں نے چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھ والے [illegible] کو جاپان میں اپنے پروپیگنڈے کے لئے مقرر کر رکھا تھا، وہ وہاں اس کی تعریف اور بہادریوں کے پل باندھ رہے تھے۔ اسی طرح ان کانگریس والوں نے جمعیت العلماء کو ففتھ کالم کا کارنامہ انجام دینے اُن میں بھیج دیا تھا۔ جب حضور نے یہ آیت شریفہ پڑھی تو ان کے کان کھڑے ہوئے کہ جبرئیل یہ کیا نیا پیغام لایا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس رسول کو علم غیب تھوڑا ہی ہے جو ہماری منافقت اس کو معلوم ہو جائے گی یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے اسے ہمارے دل کا حال کیا معلوم؟

جب وہاں سے کانگریس نے نوٹس بھیجا کہ جلدی اپنی کارگزاری کی رپورٹ بھیجو، ورنہ تمہاری تنخواہیں ضبط کر لی جائیں گی اور کھایا پیا سب باہر آجائے گا تو اب جمعیت العلماء کے ففتھ کالم کو پریشانی دامن گیر ہوئی۔ سوچ سمجھ کر جواب لکھ دیا کہ جب تم گائے کی دُم کو

چھوڑنا نہیں چاہتے ہو تو پر مسلمان محمد کے دامن سے کیسے چھوڑیں گے، ہم اپنے کام میں معروف ہیں۔ کانگریس نے جواب میں ففتھ کالم والوں کی تنخواہوں کا اضافہ کر دیا اور روپیہ کا لالچ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی، اور کہو دیگر سات سو کی جگہ آٹھ سو، ہزار والے کو بارہ سو ملے گا۔ لگے رہو اپنے کام میں۔ وہاں مسجد نبوی میں جب حضور نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو ففتھ کالم والوں کی جان میں جان آئی کہ بس چلو چھٹکارا ہوا، اور جب مومنوں کے ظاہری حالات کا بیان کیا گیا تو ایک دوسرے کے لباس اور وضع قطع کو دیکھنے لگے کہ عمر کی ریش تو ایک مشت کی ہے اور یہاں بخاری صاحب کی ڈیڑھ فٹ، صدیق کی پیشانی پر تو سجدہ کا داغ معلوم ہی نہیں ہوتا، اور یہاں کلام کے باپ نے ماتھا رگڑ رگڑ کر دو پیسے کے قریب داغ لیا، عثمان کا پیرہن تو ٹخنے سے اوپر اور یہاں مدنی صاحب کا اتنا لمبا کہ سڑک کی گرد و غبار سب سمیٹ لے۔

جب حضور نے فرمایا، کہ خدا کے اختیار میں ہے کہ اپنے رسول کو غیب پر مطلع کر دے تو حضور علیہ السلام نے یمیز الخبیث من الطیب کے لئے بڑے جلال میں آن کر کہا کہ اخرج فلاں ابن فلاں نکل جا یہاں سے اے فلانے فلانے کے بیٹے، تو بس جناب پھر تم پوچھو کہ ان کی کیا گت بنی۔

صدیق نے کسی کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تو علی نے کسی کی چٹیا کھینچی تو بلال نے کسی کی کمر پر لات رسید کی اور کہا کہ خبیثو "پاکستان" میں پلیدستان کا کیا "پاکستانیوں" میں پلیدوں کا کیا کام۔

آزادی کی رٹ

اور آج کل یہ "ازموں" نے تو دنیا کا خانہ خراب کر رکھا ہے۔ کہیں کمیونزم تو کہیں نیشنلسٹ ازم اور دوسری طرف خاکسار آزادی اور احرار آزادی، نیشنلسٹ آزادی، یہ آزادی آزادی حرامزادی ہے کیا چیز۔ کون سا جہاد کرنے والے مانگتے ہو؟ وہی جو نجدی نے حجاز میں کیا، کافروں اور مشرکوں سے نہیں،

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام سے مرنے کے بعد ان کی قبروں سے جہاد کیا، ان کی ہڈیاں نکلوا کر پھنکوا دیں، واہ رے قرآن اور حدیث کی حکومت، یہاں تو ففتھ کالم والے مسٹر محمد علی جناح کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ ہم قرآن و حدیث کی حکومت کریں گے، جہاد کریں گے جہاد۔ کس سے جہاد کرو گے، کہا ہم تو اجمیر کا گنبد گرائیں گے، یہ بت خانہ بنا ہوا ہے، لاہور میں داتا گنج بخش کی قبر اکھاڑیں گے۔ جناح نے کہا نہیں ابھی ایسا کام مجھ سے تو نہیں ہوگا، عوام بگڑ جائیں گے، جب یہاں دال نہیں گلی تو منگولیا کو جا کر تھاما اور اس سے کہا کہ ہم ہندوستان میں جہاد کریں گے، اس نے کہا کیسا جہاد؟ کہا، ہم اجمیر کا گنبد توڑیں گے۔ منگولیا نے کہا، ہمارے باپ کا کیا، جا کر کعبے کو توڑ دو! مدینے کا گنبد گرا دو، تم خالی ہمارے ساتھ رہو جو چاہو سو کرو۔

پیغام عمل

آخر میں آپ نے فرمایا کہ "میں صدر آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے اپنا کچھ مشن رکھتا ہوں اور مسلمانان کراچی کے لئے کچھ پیغامات لایا ہوں، وہ یہ ہیں کہ سب سنی نوجوان رضاکارانہ خدمت انجام دیں اور اکھاڑے کے فنون کو دین اسلام کی خدمت کے لئے سیکھیں۔ جو کام بھی دین کی خاطر کیا جائے گا وہ عبادت الٰہی میں شمار ہوگا۔"

از اخبار دبدبہ سکندری رامپور جلد ۸۳، شمارہ ۴۴/۴۵
مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء، ص ۴، ۵

اکابر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی جانب سے مسلم لیگ کی عملی حمایت

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا دورہ ناٹیارہ و بہرائچ

[illegible]

سنی کانفرنس صوبہ یو پی کا خصوصی اجلاس

[illegible]

سلہ نواب بہادر یار جنگ (م ۔ ۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب محررہ ۱۶ مارچ ۱۹۴۳ء میں مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری (خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) کو تحریر کرتے ہیں۔

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں۔"

(مکاتیب بہادر یار جنگ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۴۰، ۵)

نوٹ: نواب بہادر یار جنگ، قائد اعظم، لیاقت اور سردار عبدالرب نشتر کے وہ خطوط جو انہوں نے اکابر اہل سنت کے نام تحریر کئے زیر ترتیب کتاب تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کا حصہ بنیں گے۔ ان شاء اللہ۔

انتخابی معرکہ میں کانگریس کی شکست فاش

جمہوریت عالیہ سنی کانفرنس کا پہلا کامیاب قدم

ہندوستان بھر میں کانگریس دو فی صدی ووٹ حاصل نہ کر سکی

(از دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد)

ہندوستان کے اکثر و بیشتر صوبوں اور ضلعوں میں سنی کانفرنسیں قائم ہو گئی ہیں ان کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کانگریس کامیاب نہ ہو اور مسلمانوں کی تائید نہ حاصل ہو۔ الحمد للہ کہ اس کارنامہ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہر جگہ کے ارکین سنی کانفرنس نے قریہ قریہ گشت کر کے کانگریس کے دم تر دیدیے سے جھوٹے مجالس علماء کو معتقد علماء اور جمہور کی سنی کانفرنس نے [illegible] اعلانات کر کے کانگریس کے خلاف ریزولیوشن پاس کر کے اخبارات میں شائع کرائے صوبہ پنجاب صوبہ یو۔ پی۔ صوبہ بہار صوبہ کاشی وار صوبہ بنگال صوبہ بمبئی صرف مسلمانوں کے انتخابات میں حصہ شدہ مجلس [illegible] میں انتہائی ذلت سے کانگریس ناکام رہی۔

اخبار دبدبہ سکندری رامپور قائد اعظم نمبر

(عکس شمارہ ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء)

مولانا عبدالحامد بدایونی کے کامیاب دورۂ حجاز پر قائد اعظم کی مبارک باد

ہمارا دبدبہ سکندری رامپور ... جلد ۸۵ — مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء

قائد اعظم سے حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی ملاقات

دبدبہ سکندری کے رپورٹر کی اطلاع ہے

[illegible]

پاکستان بن کے رہے گا

حالات کا پورے صبر سے انتظار کرنا چاہیے

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا بیان

[illegible]

[illegible]

(دستخط حضرت مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی)

بانداپیر سنی کانفرنس کا پاکستانی اجلاس

[illegible]

باندا میں عرس سرکار امانت رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

حضرات علمائے اہلسنت اور مشائخین کرام کا پیام مسلمانوں کے نام

پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت اشد ضروری ہے

دبدبہ سکندری کے نام خاص مراسلہ

ہندوستان کے اُن صوبجات میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خصوصاً سرحد اور پنجاب مقامات میں عموماً اسلامی حکومت کا قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی ... وہ مطالبہ جو ایک دینی مطالبہ ہے جس کی دعوت حضرات علماء و مشائخ کرام ... کے رہتے چلے آئے ہیں ... مسلمانوں میں اسلامی احکام کی ترویج ہو اور وہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اغیار و اجانب کی مداخلت و غلامی سے پاک صاف ہو اس مقصد میں آل انڈیا مسلم لیگ ... پاکستان کے حصول کے لئے ... حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب صدر آل انڈیا سنی کانفرنس ... [illegible]

[illegible]

(حضرت مولانا) شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری پروپیگنڈا سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس ... [illegible]

[illegible]

مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء

[illegible]

تاریخی فتوے

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا

مطبوعہ ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء

متفقہ فیصلہ

آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس کے اس موقف عمل کی تائید [illegible] ہے جو شریعت مطہرہ کے مطابق [illegible] کے مسلمانوں کو [illegible] سنی کانفرنس کے ارکین و ممبران [illegible] سکتے ہیں [illegible] ووٹ دے سکتے ہیں اور دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں [illegible] پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں [illegible] شریعت کے مطابق [illegible] اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک [illegible] ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ [illegible] مصطفیٰ رضا قادری [illegible] حضرت مولانا حامد رضا خان بریلوی [illegible] (مولانا) [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible] حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی [illegible] حضرت مولانا شاہ [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible] مفتی اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم القادری [illegible] حضرت مولانا [illegible] حضرت مولانا شاہ [illegible] حضرت مولانا شاہ [illegible] محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی۔ حضرت مولانا مفتی محمد [illegible] دار العلوم [illegible] سنی کانفرنس [illegible] (مولانا) [illegible] علی خاں رضوی [illegible] منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) عبد المصطفیٰ ازہری [illegible] (مولانا) محمد [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) محمد ایوب قادری [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) محمد [illegible]

(مولانا) [illegible] صدر آل انڈیا سنی کانفرنس (مولانا) [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) عبد الحق قادری اعظمی۔ (مولانا) محمد [illegible] (مولانا) عبد المصطفیٰ [illegible] (مولانا) محمد [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) محمد مصطفیٰ [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) عبد الرحیم [illegible] (مولانا) [illegible] محمد علی [illegible] (مولانا) سردار علی منظر اسلام بریلی [illegible] (مولانا) محمد [illegible] سنبھل [illegible] (مولانا) محمد [illegible] (مولانا) [illegible] منظر اسلام بریلی (مولانا) [illegible] منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) [illegible] سنبھل (مولانا) [illegible] اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور [illegible] (مولانا) محمد شہاب الدین [illegible] (مولانا) عبد الرشید [illegible] (مولانا) محمد ابراہیم اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی (مولانا) محمد یٰسین منظفر پوری (مولانا) [illegible] منظر اسلام [illegible] (مولانا) [illegible] (مولانا) محمد سلیمان [illegible] (مولانا) محمد محبوب [illegible] (مولانا) مفتی عبد الرؤف [illegible] (مولانا) [illegible] احمد مدرس مدرسہ اہل سنت امرتسر (مولانا) احسان علی منظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) [illegible] مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) [illegible] رضوی منظفر پوری۔ (مولانا) محمد ذکی [illegible] (مولانا) [illegible]

[illegible] بریلی۔

اخبار دبدبہ سکندری رامپور نمبر ۲۲ جلد ۸۵

آل انڈیا سنی کانفرنس

نذر بحضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ العلماء مد ظلہ العالی

از حضرت مولانا محمد میاں صاحب اختر حسنی بریلوی

جب بزم جم [illegible] لہراتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس — اعداء کے دل دہلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
جب جلوۂ رخ دکھلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس — ہر محفل پر چھا جاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
[illegible] اہر و جزر عالم پر — اب [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس
[illegible] — بجلی سی کڑکتی آتی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس
جو اس کے مقابل آتا ہو [illegible] — کچھ ایسا رنگ جماتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
[illegible] اپنے محل سے [illegible] — جب ان کا دل لہراتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
جو نفس [illegible] — اب ان کو اور جلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
[illegible] جب مسلمان جاگ اٹھا — اسلام کو پھر چمکاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
اعزاز و تفوق کا اپنا مسلم جو فسانہ بھولا ہے — اب اس کو یاد دلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
مدت سے قوم افسردہ تھی [illegible] ایماں مژدہ ہو — اب پاکستان بناتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس

ارشاد سے حضرت[1] قبلہ کے یہ نظم لکھی ہے اختر نے
جذبات کو یوں گرماتی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس

[1] مراد حضرت مدیر اخبار دبدبہ سکندری۔

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

آل انڈیا سنی کانفرنس

دبدبۂ سکندری

رامپور

ایڈیٹر محمد فضل حسن صابری

کیفستان

آقائے نامدارے

رحمۃ للعالمین

کہتا ہے صوبہ بہار سلام

گلدستۂ نعت شریف

نوائے جمہوریت یا سُنّی کانفرنس کا ترانہ

سُنّی کانفرنس منعقدہ آکولہ (برار) میں پڑھا گیا

از محترم مظہر جبل پوری پروپیگنڈا سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس سی پی و برار

اٹھے ہم جمہوریت کے حامی تسلسل بدعت فنا کریں گے
خلافت راشدہ کا ہندوستان میں جھنڈا کھڑا کریں گے

ہمارا مونس ہے حبل اللہ ، ہمارا قائد ابو المحامد
ہم اپنے رہبر کے زیر سایہ قیام عدل و وفا کریں گے

کوئی جماعت کہ انجمن ہو کہ بزم آزادی وطن
اصول دیں پر عمل نہ ہوگا تو سب اپنی عزت فنا کریں گے

یہ زندہ فقرہ ہے دم بہ تکبیر یہ قیمتی وقت کی تباہی
پڑیں گی جب مشکلیں ہی مسلم ہم اپنے مطلب کو کیا کریں گے

جلوس والوں کی چال کچھ ہے مقال کچھ ہے اور حال کچھ ہے
لگائیں گے بے پناہ نعرے عمل نہ لیکن ذرا کریں گے

عمل ہی ہے جان و دل ہمارا عمل سے ایماں ہے آشکارا
کہ ہم تو ظاہر کے ہیں مخالف حقیقت اس کو کیا کریں گے

حلال ملت کے ہم ہیں حامی کرے گا کیا نقشۂ دوامی
فرنگی تیز آندھیوں میں چراغ ملت جلا کریں گے

بجائے تقسیم ہند مظہر کوئی حکومت اگر بنے گی
نہ امن ہرگز نصیب ہوگا ہزار فتنے اٹھا کریں گے

(ماخوذ از اخبار دبدبہ سکندری رامپور
مطبوعہ ۱۷ فروری سنہ ۴۶ء ، ص ۴)

قطعۂ تاریخ پاکستان

"تاریخ اساسِ نیک پاکستان"

۱۹ ۴۷

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ[1]

۱۳ ۶۶ ھ

ازپروفیسر حامد حسن قادری، سینٹ جانس کالج، آگرہ
خلیفۂ حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہوا قائم جو پاکستان آخر
سمجھتے ہیں اسے وہ مژدۂ امن
پئے دنیا کو ہے آزادی کا پیغام
مساوات و اخوت کا علمدار
ریاست کی مثالِ بے مثالی
سناؤں قادری قرآں سے تاریخ

بھلی قسمت تھی ہندستاں کی واللہ
جو اسلام اور مسلم سے ہیں آگہ
شبِ تاریک میں ہے مشعلِ راہ
سکون و عافیت کا پیش خیمہ
سیاست کا زمانے کو نمونہ
بتاؤں اس کی اک وجہ موجہ

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا
کہ تھا ارشاد "کنتم خیر امۃ"[2]

1. سورۂ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۴
2. روزنامہ سکندری رامپور، شمارہ ۲ جون ۱۹۴۷ء ص ۲

قطعۂ تاریخ طباعت

خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس

از حضرت سید شرافت نوشاہی مدظلہ العالی

صد شکر کہ ایں کتابِ کامل
مجموعۂ خطبہ ہائے جانی

از پیرِ جماعتِ علی شاہ
ہم فکرِ علی حسین بانی

علامہ حامد رضا خاں
ہم شاہ نعیم دیں مکانی

شاہ عبدِ علیم میرٹھی داں
ہم امجدِ اعظمی عیانی

عبدُ الحامدِ بدایونی خوب
آں محرمِ جلوۂ نہانی

ہم سید محمد محدث
مصباحِ حسن شہ جہانی

از سعیِ جلالِ دیں محمد
شد نشرِ فیوضِ جاودانی

گو سالِ طبا عتش شرافت
"خطباتِ جواہر معانی"

۱۳۹۸ھ

قطعۂ تاریخ طباعت

"خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس"

نتیجۂ فکر ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلےٰ "مہر و ماہ" لاہور

جلال دیں قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف، دل نشیں یہ
کہ جس کا ہر لفظ در حقیقت، حقیقتوں کا ہے شاہپارا
جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذب دل کا
دل عدو کی رگوں پہ بیشک سدا ہی چلتا رہے گا آرا
کہاں ہیں وہ مرد حق، مجاہد، کہاں وہ عزم و عمل سراپا؟
تھا درد ملت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشق نبی سہارا
تڑپ اک آزادی وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کارفرما
چمک رہا دم قدم سے اُن کے وطن کی قسمت کا ہے ستارا
یم تفکر میں غوطہ زن جو فدائے تاریخ گو ہوا تو
سن طباعت پہ اس کے ملہم "وقائع تاریخ" ہے پکارا

۱۳۹۸ھ

ماخذ و مراجع

کتب

نمبر شمار	نام کتب	مؤلفین	سن و مقام اشاعت	
۱	آزادیٔ ہند	رئیس احمد جعفری	لاہور	۱۹۶۹ء
۲	اسلامیان ہندوستان کی ملی سیاست، تحریک	میاں عبدالرشید	"	۱۹۷۷ء
۳	اسلام اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	"	۱۹۷۶ء
۴	اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	"	۱۹۷۵ء
۵	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	"	۱۹۷۶ء
۶	الخطبۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ	سید محمد محدث کچھوچھوی	مراد آباد	۱۹۵۰ء
۷	پیغام بنام سوشلسٹ جمعیت علماء اسلام	علامہ ظہیر احمد عثمانی	ملتان، کراچی، لاہور	
۸	تاریخ نظریۂ پاکستان	پیام شاہجہانپوری	لاہور	۱۹۷۰ء
۹	تحریک پاکستان اور آئین پاکستان	محمد مظفر مرزا، پروفیسر البیرونی	"	
۱۰	تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند	سید محمد فاروق القادری	"	[illegible]
۱۱	تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	"	۱۹۶۶ء
۱۲	تحریک و تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	"	۱۹۷۰ء
۱۳	تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان جلد اول	محمد عبدالحکیم شرف قادری	"	۱۹۷۶ء
۱۴	تذکرہ شاہ جماعت	سید حیدر حسین شاہ	"	۱۹۷۳ء
۱۵	چمنستان	ظفر علی خاں	"	

۱۶	حضرت شیخ القرآن	رانا منظور احمد خان	وزیرآباد	۱۹۸۱ء
۱۷	حیات اعلیٰ حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری	کراچی	۱۹۵۵ء
۱۸	حیات صدر الافاضل	مولانا غلام معین الدین نعیمی	لاہور	طبع دوم
۱۹	خطبات عثمانی	پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی	"	۱۹۷۲ء
۲۰	خطبہ صدارت جمعیت عالیہ	مولانا محمد حامد رضا خان قادری	بریلی	۱۹۲۵ء
۲۱	خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ	سید محمد محدث کچھوچھوی	مرادآباد	۱۹۴۶ء
۲۲	خطبہ صدارت سنی کانفرنس پھپھوند	سید مصباح الحسن پھپھوندوی	"	"
۲۳	خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ	علامہ شبیر احمد عثمانی	طبع ہاشمی بک ڈپو لاہور	
۲۴	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	لاہور	۱۹۶۸ء
۲۵	سیرت امیر ملت	پروفیسر محمد طاہر فاروقی	"	۱۹۶۳ء
۲۶	شاہراہ پاکستان	چودھری خلیق الزمان	کراچی	۱۹۶۰ء
۲۷	ضیاء الفضائل	انجمن حزب الاحناف	لاہور	۱۹۲۵ء
۲۸	فاضل بریلوی اور ترک موالات	پروفیسر محمد مسعود احمد	"	۱۹۷۳ء
۲۹	قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اوّل)	پروفیسر احمد سعید	"	۱۹۷۶ء
۳۰	قائد اعظم کے ۷۲ سال	خواجہ رضی حیدر	کراچی	"
۳۱	قائد اعظم میری نظر میں	ایم اے ایچ اصفہانی	لاہور	"
۳۲	مآثر الاجداد	پروفیسر منظور الحق صدیقی	"	۱۹۶۴ء
۳۳	مجبور آوازیں	خالد لطیف گابا	"	۱۹۶۵ء
۳۴	مکاتیب بہادر یار جنگ	بہادر یار جنگ اکادمی	کراچی	۱۹۶۷ء
۳۵	ملفوظات امیر ملت	سید منور حسین شاہ	لاہور	۱۹۸۲ء
۳۶	نقش حیات (جلد دوم)	علامہ حسین احمد مدنی	"	۱۹۶۵ء

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	ہفت روزہ افریشیا	لاہور	۲۳-۳۰ مارچ ۱۹۶۸ء
۲	" اقدام	"	۲۶ مئی ۱۹۶۳ء
۳	" الفتح	کراچی	۱۴-۲۱ مئی، ۲۸ مئی - ۴ جون ۱۹۷۶ء
۴	" الفقیہ	امرتسر	مختلف شمارے ۱۹۲۴ء - ۱۹۴۵ء
۵	" چٹان	لاہور	۲۶ جون ۷۲ء
۶	" دبدبہ سکندری	رام پور	متعدد شمارے ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء
۷	" زندگی	لاہور	۲۴-۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء
۸	" رضائے مصطفیٰ	گوجرانوالہ	۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ / ۸ صفر ۱۳۸۸ھ
۹	روزنامہ انجام	دہلی	۵ جولائی ۱۹۴۵ء، ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء
۱۰	" سعادت	لاہور	۱۴ اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء
۱۱	" نوائے وقت	"	۱۰ دسمبر ۱۹۴۵ء، ۷ جون ۱۹۶۸ء
۱۲			۲۹ اگست ۱۹۷۱ء، ۱۳ مئی ۱۹۷۷ء
۱۳			۱۰ مئی، ۲۷ مئی ۱۹۷۸ء

رسائل

نمبر شمار	نام رسائل		مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ)		لاہور	جولائی ۱۹۹۸ء
۲	السواد الاعظم	〃	مراد آباد	رجب، ذی قعدہ، ذی الحج
				[illegible] شعبان ۱۳۹۶ھ
				شوال ۱۴۰۵ھ
۳	اشرفی	〃	کچھوچھا (فیض آباد)	اپریل، مئی ۱۹۲۵ء
۴	برگِ گل	قائد اعظم نمبر	کراچی	دسمبر ۱۹۷۶ء
۵	چراغِ راہ	نظریۂ پاکستان نمبر	〃	
۶	سیارہ ڈائجسٹ	ماہنامہ	لاہور	اگست [illegible]ء
۷	ضیائے حرم		〃	جون، جولائی ۱۹۷۹ء
۸	فیضان		〃	مارچ ۱۹۷۸ء
۹	ترجمانِ اہلسنت	〃	کراچی	اگست ۱۹۷۱ء

زندہ جاوید خوشبوئیں

تحریر: علامہ محمد صالح فرفور (دمشق)

ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

- عظمتوں کے مینار اور گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول
- اسلاف امت کے جگمگ واقعات
- مشام جان و ایمان معطر کرنے والی داستانیں
- طلباء، طالبات اور خطباء کے لئے یکساں مفید

مقالات سیرت طیبہ

تحریر: محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

عنوانات :

- آئینہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- النعمۃ الکبریٰ (اصل) کا ترجمہ
- محافل میلاد اور غیر مستند روایات
- رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خشیت الٰہی
- اخلاق عظیمہ
- بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے ۲۷ وفود

مکتبہ قادریہ

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز

کے زیر سایہ

مکتبہ قادریہ

- ○ قرآن پاک، تفاسیر، کتب حدیث اور علماء اہل سنت کی تصانیف کا مرکز۔
- ○ تنظیم المدارس اہل سنت، پاکستان کے کورس کے مطابق طالبات کا نصاب طلب کریں۔
- ○ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ کی درسی اور غیر درسی کتب۔
- ○ بریلی شریف کی پانچ تعویذات والی انگوٹھیاں اور دیگر تعویذات حاصل کریں۔

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ نزد مستانہ ہوٹل لاہور

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب

البریلویہ

کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (عربی زبان میں)

- ○ اہلسنت کے عقائد پر قرآن و سنت اور اکابرین امت کی آراء سے استشہاد
- ○ بین الاقوامی سکالر و محقق علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی، مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس کے مقالات اور تقریظات سے مزین
- ○ نہایت سنجیدہ و متین لہجہ، محققانہ اسلوب، ادیبانہ آہنگ
- ○ عربی زبان میں لکھی گئی ایک اہم تصنیف، جس کا ہر صاحب علم مشتاق تھا۔

منظر عام پر آگئی ہے۔

ضخامت: ۳۸۸ صفحات

قیمت: ۰۰/ روپے

اپنے قریبی بک سٹال سے خریدیں یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں

مکتبہ قادریہ داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ **لاہور**

اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی تحقیقی کتب

1- [illegible]
2- [illegible] مصطفیٰ
3- حضور کا [illegible]
4- اطاعت مصطفیٰ
5- دربار رسول کی حاضری
6- [illegible] محمد
7- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
8- [illegible] حضور
9- شرح سلام رضا
10- حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
11- [illegible]
12- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟
13- حضور نے [illegible] کیوں فرمایا؟
14- اسلام اور [illegible]
15- اسلام میں [illegible]
16- مسلک صدیق اکبر — عشق رسول
17- شب قدر اور دعا کی فضیلت
18- صحابہ اور تصور رسول
19- [illegible] جذبہ عشق
20- اسلام اور [illegible]
21- حضور [illegible] کیوں ہے؟
22- صحابی و تابعین
23- رفعت ذکر نبوی ﷺ
24- کیا رسول اللہ [illegible]
25- حضور کی رضاعی مائیں
26- [illegible] شرعی [illegible]
27- عورت کی امامت کا مسئلہ
28- عورت کی [illegible] کا مسئلہ
29- [illegible]
30- [illegible] اخلاق
31- معارف اسلام
32- [illegible] القادری [illegible] جلد اول
33- [illegible] القادری [illegible] جلد دوم
34- [illegible] القادری [illegible] جلد سوم
35- [illegible] القادری [illegible] جلد چہارم
36- [illegible] القادری [illegible] جلد پنجم
37- [illegible]
38- صحابہ اور [illegible]
39- صحابہ کے [illegible]
40- خواب کی شرعی حیثیت
41- معراج نبوی ﷺ
42- تعلیم نبوی ﷺ
43- گریہ نبوی ﷺ
44- محفل نبوی ﷺ
45- [illegible]
46- [illegible] حضور ﷺ کی باتیں
47- [illegible] نبوی ﷺ کی خوشبو
48- کیا [illegible] جائز ہے؟
49- [illegible]
50- [illegible] اعتکاف
51- [illegible]
52- [illegible]
53- [illegible]
54- [illegible] رسول ﷺ
55- [illegible] حضور [illegible]

عقائد و اعمال سنوارنے کیلئے
بہترین کتب

۱- شاہکار ربوبیت
۲- ایمان والدین مصطفیٰ
۳- حضور علیہ السلام کا سفر حج
۴- شرح سلام رضا
۵- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۶- فضائل نعلین حضور
۷- عورت کی امامت کا مسئلہ
۸- عورت کی کتابت کا مسئلہ
۹- صحابہ کی وصیتیں
۱۰- شب قدر اور اسکی فضیلت
۱۱- منہاج النحو
۱۲- منہاج المنطق
۱۳- معارف الاحکام
۱۴- اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۵- نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کا طریقہ
۱۶- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۷- اسلام اور تحدید ازواج
۱۸- حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۹- صحابہ اور تصور رسول
۲۰- مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۱- ترجمہ فتاوی رضویہ جلد نمبر 5-6-7-8
۲۲- اختیارات مصطفیٰ
۲۳- در رسول کی حاضری
۲۴- ذخائر محمدیہ
۲۵- کروں تیرے نام پہ جان فدا
۲۶- فضائل و مناقب سیدہ فاطمہ
۲۷- اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی
۲۸- اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
۲۹- نماز کی اہمیت و فضیلت
۳۰- کار نبوت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں
۳۱- عید میلاد النبی سب سے بڑی عید
۳۲- المورد الروی فی مولد النبوی از ملا علی قاری
مولد رسول اللہ از حافظ ابن کثیر
مولد النبی از حافظ ابن حجر
۳۳- الصلات و البشری فی الصلوۃ علی خیر البشر
۳۴- MANAGEMENT LESSON
۳۵- کیا محفل میلاد بدعت ہے؟
۳۶- نور خدا حضرت آمنہ کی گود میں
۳۷- فیضان باہو
۳۸- نگاہ نبوت اور مشاہدہ اعمال امت
۳۹- رفعت ذکر نبوی
۴۰- کیا بلند آواز سے ذکر منع ہے
۴۱- حیات مولانا نقی علی خان
۴۲- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں
۴۳- اسلام اور عورت کی حکمرانی
۴۴- اسلام اور احترام والدین
۴۵- ہر مکان کا ایمان ہمارا نبی
۴۶- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۴۷- کیا سگ مدینہ کہلانا جائز ہے؟
۴۸- مزاج نبوی
۴۹- مولود برزنجی
۵۰- مسلک صدیق اکبر عشق رسول
۵۱- اسلام اور ناچیات امارت
۵۲- تعلیم تقلید پر اپیگنڈہ
۵۳- اسلامی تحریکیں اور تصور سمع و طاعت
۵۴- IS BLASPHEMY OF PROPHETS PARDONABLE
۵۵- اتحاد امت کے لیے عملی تجاویز
۵۶- تبسم نبوی
۵۷- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۸- مشاورت کے تقاضے
۵۹- میدوں کا جامع تصور
۶۰- آپ زندہ ہیں واللہ
۶۱- حضور نے رمضان کیسے گزارا؟
۶۲- اعتکاف اور اس کے تقاضے